ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ
مثنوی
شیرازۂ معرفت
۱۳۱۳ھ
در مطبع مصطفائی طبع گردید

ومن یتوکل علی اللہ فهو حسبه
مثنوی
شیرازۂ معرفت
۱۳۱۳ھ
در مطبع مصطفائی ۱۳۱۳ طبع گردید

M.A.LIBRARY, A.M.U.
U12872

۸۹۱۴۳۱
م ۱۲ ع
۱۲۸۷۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع حمد و نعت

نہین بجز ایزد پاک ذات — نہین ہے کسیکو قرار و ثبات

محمد جو تھے مالک دوسرا — بنا واسطے جنکے ارض و سما

سو وہ بھی نہ اسجا رہے برقرار — گئے اس جہان سے وہ ذوالاعتبار

اور اصحاب یاران پاک رسول — حسین و حسن نور چشم بتول

وہ گیارہ جو تھے مرجع خاص و عام — جو مشہور و معروف ہین وہ امام

یہ تھے اہلبیت رسول خدا — وہ تھے دین کی راہ کے پیشوا

چو بودند این رکن دین استوار — نماندہ درینجا اقامت گزار

ہوئے بعد مین انکے صدہا امام — سبھی جو امامون کے قایم مقام

الٰہی کہان غوث اعظم گئے — جہانمین نہ معروف کرخی رہے

غرض سب کو یہ راہ درپیش ہے ۔ مگر وقت مین ان پس و پیش ہے
رہیگا نکوئی نہ کوئی رہا ۔ رہیگی فقط ایک ذات خدا

آغاز بیان حالات جناب قطب زمان محبوب یزدان مرشدی ومولائی سیدی سندی عارف ایزدی حضرت حکیم سید مہر علی صاحب قدس اللہ سرالعزیز

تیرے غم مین ای ساقی غمگسار ۔ ہوا مثل لالہ کے دل داغ دار
بھلا اب میری کون لیگا خبر ۔ بتا سیکے سوا مین جاؤن کدھر
بس اس غم سے ہی حال میرا تباہ ۔ ہوا دونون آنکھون مین عالم سیاہ
سنو ماجرا اب قیامت نما ۔ ہوا کیا یہ سانحہ جان گزا
کہ در نسل سادات آل رسول ۔ گل گلبن مرتضے و بتول
گرامی در مخزن پنجتن ۔ سہی سرو باغ حسین و حسن
گزین رہبر قادری خاندان ۔ جگر گوشۂ دستگیر جہان
ہمہ علم دان فاضل و باکمال ۔ محقق مدقق و صاحب مقال
خداوند قال و خداوند حال ۔ کریم و رحیم ستودہ خصال
خلف دومی سید نور الدین ۔ بدرندہ علم دنیا و دین
رسیدہ بعرفان و کامل ولے ۔ کہ بودند آن سید مہر علی
اب اسجا لکھون لفظ صاحب ضرور ۔ وہ مشہور دنیا مین تھے دور دور

بس اونکو لکھون قدس سرہ — لکھون بلکہ مین شاہ پیر کہ

شریف و نجیب و ستودہ خصال — رئیس اور حکیم اور فقر خندہ فال

نہایت سخی بلکہ بحر کرم — ہر اک پر تہا حضرت کا لطف اتم

نہین حلم کی اونکے کچھہ انتہا — سراپا تہا کل حلم اونمین بہرا

فصاحت بلاغت مین فرد زمان — کہ سحبان بھی اپنا پکڑتا ہے کان

یہ عاجز نوازی سے تھے شام و سحر — در خیر جاری تہا ہر وقت پر

کسی نے کیا جس گھڑی کچھہ سوال — اوسیوقت دی اوسکی حاجت نکال

کوئی فن نہ تہا جو نہ ہو اونکو یاد — عرض آپ ہر فن کے تھے اوستاد

امیرون سے تہا جتنا میل و ملاپ — غریبون سے بہی اوتنا رہتے تھی آپ

خطائی مریدان سے تھی درگذر — مساوی تھے ہر اک کے اوپر نظر

زبان زد تہا ہر وقت علم قران — حدیث اور تفسیر تھی بر زبان

شجاعت سخاوت کے بحر روان — بہ علم طبابت مسیح زمان

تصوف کے تھی علم مین بادشاہ — کہ معلوم تہی اسکی ہر ایک راہ

بہ حکمت چو لقمان بدانم بجاست — بہ ہر فن چو مولی بگویم رواست

لکھون آپکی عمر کا اب مین حال — کہ تہا ہفت و ہشتاد کا سن و سال

وہ تھے میرے مرشد مین اونکا غلام — مین خدمت مین رہتا تہا حاضر مدام

کرامات صدہا ہین اونکی عیان — کرون مختصر اک کرامت بیان

ذکر کرامت جناب بابت التوائی تبادلہ مصنف

سے تجہسے ساقیا اب مین ڈہونڈون کہان ۔۔۔ گیا کس طرف اے مسیح زمان
مین حیرت سے سنگران ہون ہر چار سو ۔۔۔ پہرون ہون بہت ڈہونڈہتا کو بکو
کرامات اپنی دکہا کر مجہے ۔۔۔ مسیحا میرے تم کدہر چل بسے
ابہی تہوڑی دنکا کرون ہو مین ذکر ۔۔۔ ہوئی مجہپہ غالب بڑی ایک فکر
جو صاحب ہین جنرل انسپکٹر ۔۔۔ کہ حاکم پولس کے ہین با کرو فر
ہوا حکم وقت سحر اونکے مجہے ۔۔۔ کہ تبدیل ہون اکبرآباد سے
زمانہ کا مجہپر ہوا ظلم و قہر ۔۔۔ کہ پورب کی جانب مین ہے ایک شہر
ہے مشہور وہ شہر بس دور دور ۔۔۔ کہو پہلے غازی ولیدا وسکے پور
سو اوس شہر کو مین مبدل ہوا ۔۔۔ پریشان جو زلف مسلسل ہوا
نہ بن آئی تدبیر اِسکے سوا ۔۔۔ کہا سارا احوال مرشد سے جا
نہایت جو تہا مجکو خوف و ہراس ۔۔۔ کہ برجا نہ تہے میرے ہوش و حواس
جناب اوسوقت کی کیا ہو حالت بیان ۔۔۔ کہ تہی میری آنکہون سے آنسو روان
جو مرشد نے دیکہا مجہے چشم تر ۔۔۔ تو کی مجہپہ الطاف کی پہر نظر
کہا مجہسے ولیکن نہ کر کچہہ خطر ۔۔۔ تو رکھ اپنے ہردم خدا پر نظر
کہ قادر وہی ہے وہی کبریا ۔۔۔ دعا کر اوسی سے تو صبح و مسا

خدا سے تو کر صدق دل سے دعا
وہی تیری حاجت کریگا روا

ہنین اوسکے نزدیک مشکل ذرا
جو جانے سے وان سکے سمجھے اپچا

کیا آپ نے اسطرح جب بیان
تو تسکین ہوئی جان مین آئی جان

بصد صدق دل اور بصد اعتقاد
لگا مانگنے مین خدا سے مراد

تصرف سے مرشد کے تیر دعا
نشانہ پہ بیٹھا بحکم خدا

ہوا ملتوی پھر تبدل مرا
برنگ گل اب غنچۂ دل کھلا

میرے ساتھ جو اور بھی لوگ تھے
وہ بدلی سے سب روک رکھے گئے

جو بدلی پہ آئے تھے ہم سب یہان
کمی مین وہ سب لے لئے بیگمان

یہ ادنا کرامات تھی آپ کی
جو اظہار اسجا سراسر ہوئی

بیان حال واقعہ جانگزا و سانحہ ہوش ربا یعنے انتقال جناب

تیرے سے ہجری مین سال تھے مد لقا
مرے دل پہ چھائی ہے غم کی گھٹا

کیا ہے کسی نے جہان سے سفر
کہ پھٹتا ہے جسکے بیان سے جگر

نہ ہو ہجر سے کسطرح دل کباب
نظر سے چھپا میری وہ آفتاب

قیامت کا ہو حال جب آشکار
کرون کیون نہ ماتم مین لیل و نہار

ہوا ماہ رمضان کا جب طلوع
ہوا رنج اور غم کا سامان شروع

ہوئے آپ اس ماہ مین کسلمند
مرض آج سے کلہ ہوا پھر دوچند

مرض کو ترقی ہوئی دمبدم
بڑھا ضعف و طاقت ہوئی روز کم

جو تھے آپ مانند بدر کمال ۔ نبایا نقاہت نے مثل ہلال
نہ باقی رہی نام کو اشتہا ۔ جو تھوڑا سا کہاتے تھے وہ بھی چھٹا
اب اسجا پہ یہ شعر میر حسن ۔ ہے مصداق آن صاحب ذوالمنن
نہ کہانے کی سدہ اور نہ پینے کا ہوش ۔ بھرا دلمین اونکی محبت کا جوش
مگر طاعت حق مین وہ ذی کرم ۔ رہے تا دم مرگ ثابت قدم
قریب آگیا وقت رحلت کا جو ۔ وصال خدا کی لگی پھر لو لو
جو بائیس تاریخ رمضان کو ۔ پڑا روز یکشنبہ اے دوستو
کہ سن تیرہ سو تیرہ ہجری کے تھے ۔ گھڑی مین ہی سے تھے آٹھ گھنٹے بجے
عشا کی نماز و وظائف سے جب ۔ فراغت ہوئے ذات والا کو تب
جو ہین جانشین آپکے اور ولی ۔ وہ فرزند دلبند قدرت علی
اشارہ سے اونکو کیا پھر طلب ۔ گئے آپکے روبرو مین وہ جب
تو دیکھا کئے اونکو اک غور سے ۔ نظر اپنی ڈالی ہر اک طور سے
اگرچہ نہ اوسدم کیا کچھ کلام ۔ نظر سے بھرا اونکا سینہ تمام
وہ نعمت جو سینہ بسینہ کی تھی ۔ عطا کر چکے تھے اونہین پہلے ہی
جو کچھ اور باقی تھا راز و نیاز ۔ نظر مین کیا اوس سے بھی سرفراز
غرض ہر طرح انکو کامل کیا ۔ بنا اپنی مانند اکسیر دیا
نہ کی پھر کسی سے کوئی گفتگو ۔ رکھا لب پہ بس ذکر اللہ ہو

لیا نام حق جب بشوق کمال — ہوا نام کے ساتہہ ہی لیس وصال
دیا چہوڑ اس ظاہری جسم کو — ملی ذات کی ذات مین جا کے لو
ہوئی آکے جو لبست دو مین وفات — نکلتے ہی اسمین بڑی ایک بات
علی مرتضے یعنے مشکل کشا — خلیفہ چہارم وہ شیر خدا
بدست ابن ملجم بزخم شدید — بہ لبست و یکم صوم گشتہ شہید
جو مرشد تہے آل رسول کریم — اور اولا د امجد علی علیم
بہ لبست و یکم آن علے ولی — ولبست دویم سید مہر علی
درین ماہ رمضان این پیشوا — زدار فنا شد بدار بقا
ہوئی پہر تو آثار محشر بپا — تہا ہر سمت فریاد شور و بکا
عجب وقت او شب تہی ہیہات وہ — قیامت کی تہی خاص کر رات وہ
جہاں رنج اور غم کا اک ولیہ پہاڑ — ہوا رات کا کاٹنا وہ پہاڑ

بیان جانکاہ دربارہ حالات تجہیز و تکفین جناب والا

کرون ساقیا اب گریبان کو چاک — اوڑاؤن سر اپنے پہ ہاتہون سے خاک
چو مہر علی بود نور زمان — نہان میشود در زمین زیر نہان
گئی رات القصہ جب وہ گذر — دو شنبہ کے دن کی ہوئی پہر سحر
ہوا رنگ چہرہ کا ہر اک کے فق — فلک نمایان ہوے جب شفق
شفق سے عیان صاف تہا یہ سخن — کہ رویا ہے خون آج چرخ کہن

سحر زار و نالان بصد اضطراب ۔ برآمد بہ چرخ برین آفتاب

عزیزا قربا آپ کو غسل دے ۔ اوٹھا کر جنازہ کو جب لے چلے

کرون کیا مین اوس دم کی حالت بیان ۔ ہوا زیر و بالا زمین و زمان

جہانتک تھے موجود چہوٹے بڑے ۔ وہ اک درد سے رو رہے تھے کہڑے

بعزیز و اقارب غلامان ہمسم ۔ سر و سینہ تھی کوٹتے دم بدم

سوا انکے ہر اک پہ طاری تھا غم ۔ کوئی چشم گریان کوئی چشم نم

جگر پارہ پارہ تھا اوس شور سے ۔ کوئی چپکے روتا کوئی زور سے

بہت جبکہ کرتے تھے دلکو کرخت ۔ تو پھر دل مین اوٹھتا تھا اک درد سخت

کہڑی جوکہ کوٹھونپہ تھے مرد و زن ۔ وہ سب مبتلا تھے برنج و محن

دو کالونپہ تھے جتنے دوکاندار ۔ وہ سب اونکے ماتم مین تھے سوگوار

وہ موقوف کرکے اپنا کل کاروبار ۔ یہہ کہتے تھے آپسمین سب ایکبار

گیا آج دنیا سے اک بادشاہ ۔ ہوا شہر خالی و بالکل تباہ

جنازہ کے تھی ساتھہ بھیڑ اسقدر ۔ کہ مطلق صبا کا نہ تھا وان گذر

عیان تھا جنازہ سے یہ بار بار ۔ کہ گلشن کے جون آخری ہو بہار

بقول نظامی بصد شور و شر ۔ سوائی این شعر شد جلوہ گر

کبود سے دکوری درآمد بہ چرخ ۔ کہ بغداد را کرد ولے کاخ و کرخ

جنازہ کو لیکر غرض مرد مان ۔ جو دیوان خانہ سے پہونچے وہان

وہان سب نے ملکر بصد امتیاز ادا کی جنازہ کی اونکے نماز
جو والد کا ہے آپکے وان مزار کیا دفن پہلو مین انجام کار
تہی تاریخ تیئس ۲۳ رمضان کی کہ جس روز تجہیز تکفین ہوئی
سن تیرہ سو تیرہ تہے بیگمان (سنہ ۱۳۱۳ ہجری) کہین جسکو ہجری ہین پیر و جوان
دوشنبہ کے دن دن الجے بے حجاب چہپا جاکے زیر زمین آفتاب
بس اب تاب گفتار مجہکو نہین کہانتک لکہی غم یہ اندوہگین

بیان دربارہ حالات سیوم جناب والا

نہون ساقیا اب مین کیون کر ملول کہ ہین آج اوس شاہ والا کی پہول
توچل کرکے پڑہ فاتحہ اور درود کہ رحمت ہو مرشد کی تجہہ پر درود
نہ اب دلمین اپنی ہو اندوہگین ہوے شاہ قدرت علی جانشین
کرون اب مین حالات سویم بیان کرین غور میرے طرف مہربان
بہ صبح سہ شنبہ بصد اہتمام بہ لبست و چہارم زماہ صیام
ہوئی فاتحہ آپکی اور قل رہا صبح سے شام تک شور غل
جو فرزند اکبر ہین قدرت علی اونہین سے ہے الہی خلافت ملی
بیان اس خلافت کا اب تم سنو کہ جس سال مین یہ ملی آپ کو
تہی بائیس ۲۲ تاریخ ماہ صفر تہا بارہ سو اٹہانوے سنہ مگر
گئے شب تہے گیارہ بجے کے قریب بہت مجتمع تہے امیر و غریب

سو مرشد نے اوس روز با صد رضا | بارشاد مرشد و حکم خدا
کیا جانشین اور خلافت بھی دی | خلافت کی دستار بندی ہوئی
بروز خلافت ہے مشہور عام | کہ گذرین تھین اوس روز نذرین تمام
پھر اب بار روز سیوم کے کل مردمان | ہوے جمع مثل رواج جہان
ادا رسم دستار بندی ہوئی | ہوئے جانشین شاہ قدرت علی
موافق خلافت کے اِس روز بھی | اطاعت سے ہر شخص نے نذر دی
قدم آپکے ہر کسی نے لئے | سر دست پر انکے بوسہ دیے
بس اب رہ گیا اپنا جانا انہین | غرض مثل مرشد کے مانا انہین

بیان دربارہ اظہار حال خلفای جناب

وہ ساغر مجھے اب پلا ساقیا | ملے جس سے مطلب کا اپنے پتا
اسب اسجا کرون اور اتنا مین کام | بتاؤن خلیفونکا مرشد کے نام
زسادات عظام آن ہفت تن | شدہ نام ور زیر چرخ کہن
بران سبع سیارہ چرخ دین | شدہ ہفت کشور بزیر نگین
بس اب نام اون سبکا ظاہر کرون | ہر اک شخص کو اون سے ماہر کرون
جو اول خلیفہ کہ ہین با وقار | لکھا نام پہلے بھی ہے چند بار
کہ سجادگی خاص جنکو ملی | وہ ہین حضرت شاہ قدرت علی
اور اوس نام سے ہے میرے دل کو چین | کہ ہے جسمین اولاد قبل از حسین

ہین لخت دل حضرت شبیر علی — چچا اونکے ہین مہر علی ولی

غنی ہین جو تعریف و توصیف سے — خلیفہ یہ مرشد کے ہین دوسرے

خلیفہ سویم کا بتاؤں مین نام — مبارک علی اونکو کہتے ہین عام

وہ لوگ ہین الور مین مہراج کے — وہان پر ہین اونکے بڑی مرتبے

کہلا اونکی دل پر ہے حکمت کا باب — کہ عالم ہے جسکے سبب فیضیاب

چہارم خلیفہ ہین قربان حسین — بڑے بہائی ہین جنکے فرمان حسین

بتاؤن تیہ اونکا بازیب و زین — خلیفہ دویم کے وہ ہین نور عین

زیادہ ہے اک اور یہہ اونمین فوق — کہ میلاد خوانی کا ہے ذوق شوق

وکیل ششم ہین جو حشمت علی — خلافت ہے پنجم اونہین کو ملی

خلیفہ ششم کا سنو اب تو نام — علی کے ہین اسرار اونمین تمام

ہین فرزند دلبند قدرت علی — دل وجان مہر علی ولی

وہ ہین راز دار خفی و جلی — لکہون نام اب سید اسرار علی

جو ہفتم خلیفہ کہ ہین نام ور — وہ سب انسپکٹر ہین والا گہر

ہین باغ علی کے جو بیشک کلی — وہ ہین میر صاحب ولایت علی

خلیفہ جو یہہ آپکی سات ہین — یہہ جتنے ہین صاحب کرامات ہین

ہوا و ہوس سے یہ سب دور ہین — سے جام وحدت سے مخمور ہین

خدا اونکو دایم رکہے برقرار — زیادہ کرے حد سے عز و وقار

سدا انکا دشمن رہے چشم کور | یہانتک کہ ہوجائے داخل بگور

رہے اپنے سر پر دم خدا کی نظر | نہ ہو گردش چرخ کا کچھہ اثر

رہے انکے اقبال زیر نگین | غلامی کرین ہر کہین و مہین

کرے ان سے جو سرکشی کا خیال | گرفتار خواری ہو وہ بد سگال

کرے عمر اللہ انکی دراز | حفاظت مین اپنی رکھے کارساز

بیان دربارہ اظہار حال صاحبزادگان جناب

پلا اے ساقیا ساغر لالہ فام | کہ ہو منکشف دلپہ اور اک مقام

ہے اون سب کا اظہار بہی اب ضرور | جو ہین خاص مرشد کے پتلی کے نور

بس اب گوش دل سے سنو اونکے نام | کہ ہین تین فرزند والا مقام

بڑے سب سے جو ہین وہ قدرت علی | جو ہین اونسے چھوٹے سخاوت علی

سخاوت علی سے جو چھوٹے ہین ایک | سکندر علی ہین نہایت وہ نیک

سخاوت علی اور سکندر علی | بیان کیا کرون انکی صاحبدلی

کہ یہہ دو نو صاحب بڑے ہین فہیم | ہین ذی ہوش عالی منش اور حکیم

بس اب حال حکمت سنو تم تمام | کہ اک چشمۂ فیض جاری ہے عام

رئیس و غریب و امیر و فقیر | بلا سے مرض مین جو ہو کر اسیر

کرین آپ سے آکے جب التجا | تو دست اونکا ہے اونکو دست شفا

کہ دو تین نسخون مین سب الغرض | وہین دور ہوتا ہے اونکا مرض

خدا نے عطا کی شفا اونکی ذات
دیا بلکہ ہاتھو نمین آب حیات

خدا کی سدا یہ رہین مہر مین
رہین شاد و آباد اس دہر مین

بیان بابت اظہار حال نبیران یعنی آل و اولاد جناب

کدہر ہے تو اے ساقی خوب رو
ذرا آکے بیٹھ اب میرے روبرو

الٰہی میرے دل سے کر دور فکر
نبیرونکا مرشد کے لکھتا ہون ذکر

کہ قدرت علی کے وہ فرزند ہین
وہ فرزند کیسے کہ دلبند ہین

مشرح لکھون اب یہان انکے بیان
کہ ہین تین سرو سہی نوجوان

بڑے جو ہین فرزند والا گہر
ہین فہمیدہ سنجیدہ و خوش سیر

ہے فہمید علی خاص کر اونکا نام
اسی نام سے ہین وہ مشہور عام

دویم پور جو ہین وہ اسرار علی
خلیفہ ششم اور کامل ولی

خلافت کے موقعہ پہ ہی اونکا نام
یہان پر بھی لکھا مفصل تمام

کرون اپنے مونہہ سے مین تعریف کیا
کہ ہی ایک عالم او نہین جانتا

بہ ظاہر حلیم و کریم و رحیم
بہ باطن بہ اسرار غیبی علیم

سویم پور ہین سید عرفان علی
وہ ہین خاص مرشد کے دل کی کلی

مسمی باسم است آن نام ور
بہ عرفان کامل شدہ بہرہ ور

شکیل و جمیل و وجیہ و جوان
نہ دارند ہمسر کسے در جہان

ذہانت و ذکاوت مین مانند برق
سر مو نہین بات مین میری فرق

سخاوت مین حاتم کی اوڑتی مین ہوش / شجاعت مین رستم ہے حلقہ بگوش

نبیرہ کہ جو اور بھی چند ہین / سخاوت علی کے وہ فرزند ہین

حسین نام اب صاحب انجمن / وہ ہین پانچ تن پیرو پنجتن

بڑے سب کے ہین سید عشرت علی / برادر دویم اونکے شوکت علی

ہین فخر مادر پدر کے جو دل کی کلی / سو ہین تیسرے پور الہام علی

چہارم جو صاحب ہین والا مقام / طفیل علی اونکا ہے خاص نام

لکھون اسم پنجم کا بی قال وقیل / ہین مشہور وہ سید اسمعیل

کرون اسجگہہ دوسری اور فکر / کہ لکھون نواسون کا مرشد کے ذکر

بندھا ہے مرا اسطرف اب خیال / کرون بعد اولاد کے ذکر آل

نواسہ جو ہین مرشد پاک کے / ہر اک اوسکی تفصیل مجہسے سنے

بڑے جو نواسے ہین مفضل حسین / وہ ہین مرشد پاک کے نور عین

جو باسط علی ہین نواسے دویم / تو آصف علی ہین نواسے سویم

رکھے سب کو دایم خدا شاد کام / رہین انکے مقہور دشمن تمام

حسد سے کری اپنے جو بد نظر / گری موہنہ سے ٹکڑی ہوا وسکا جگر

رہی آل واولاد با زیب و زین / بحق حسن اور بحق حسین

ذکر کرامت جناب دربارہ ارقام فرمودن حال وفات خود بجواب خط سید فضل الدین ڈاکٹر بمقام کابل

پلا ساقیا وہ مئے لازوال | کھلے جس سے سرِ کرامت کا حال
بس اب بیان سے لکھتا ہون اوس کرکو | کہ سنکر جسے سنگ بھی موم ہو
کہ مرشد ہمارے بحال حیات | یہ کہتے تھے اکثر وہ والا صفات
کہ درویش جتنے ہین صاحب کمال | ہین سب موت کا جانتے اپنا حال
وہ درویش ہی صرف اک نام کو | کہ جو موت اپنی سے واقف نہ ہو
ہوا تجربہ یہہ اسکا اب آن کر | سنین اسکو سب غور سے کان دھر
کہ اک ڈاکٹر سید فضل الدین | جو مرشد کی بیعت مین ہین بالیقین
وہ اک شخص سنجیدہ ہین اور سعید | کہ ہین قادری خاندان کے مرید
چو جام از مئے عشق لبریز دین | گل گلشن شمس تبریز دین
کہ باشندۂ ملک پنجاب ہین | محبت مین مرشد کے بیتاب ہین
وطن انکا ہے خاص کر سیالکوٹ | لگی دلمین ہے عشق مرشد کی چوٹ
چچا اونکے تھے سید نور شاہ | رضائی خدا پر تھے اونکی نگاہ
کھلی جب مقدر کی انکی گرہ | تو آلی الحکم اونکی یہہ آگرہ
ہوے میرے مرشد کی آکر مرید | ہوا ہے جسے ایک عرصہ بعید
یہہ کابل کے تھے ملک مین ڈاکٹر | یقین سے تھے اوسجا یہ والا گہر
مہینا جو اکتوبر انگریز کا | اٹھارہ سو پچانوی ۹۵ء مین تہا
یکم اوسکی تاریخ کو بیگمان | گیا ملک کابل سے اک خط روان

لکھا تھا عریضہ وہ مرشد کے نام ‏ سنو اوسکا مضمون اب تم تمام

لکھا تھا کہ مین سخت ناچار ہون ‏ مین کابل کے رہنے سی بیزار ہون

پذیرا کرین آپ یہ میری بات ‏ ملی یان کے رہنے سی مجھکو نجات

جہان سے ہون آیا وہین آ و نئین ‏ بہت جلد یا لشنے بدل جاو نئین

تمنا ہے عاصی کی اب یہہ دگر ‏ قدمبوس والا ہون جلد آن کر

دیا مجھکو مرشد نے اسکا جواب ‏ ہوا جسکے پڑہنے سے سینہ کباب

مہینہ نوامبر کا تھا آ گیا ‏ وہی سن تھا جاری جو اوپر لکھا

نوامبر کے تاریخ تیرہ تھی بس ‏ بجے ڈنکی تھے اوس گھڑی خاص دس

جو مشہور کابل کے ہین اک امیر ‏ تھا پاس اونکے موجود او سدم فقیر

کئی اور میرے سوا تھے وہان ‏ رکھا روبرو سب کے خوان کلان

جو تھا روبرو سب کے خوان نعم ‏ تھے مصروف کھانے مین ہر اک ہم

کہ پہونچا اوسی جا پہ مرشد کا خط ‏ لفافہ کو پڑہ کر ہوا غم غلط

سر دست جب کھول کر وہ پڑہا ‏ تو گھونسا اک دل کے اوپر لگا

نہ آئی مجھی اوسکے پڑہنے کی تاب ‏ کیا شعلہ غم نے دل کو کباب

کسی سے نہ او سدم کیا کچھہ کلام ‏ دیا چھوڑ یکدست آب و طعام

مگر تھام کر دونون ہاتھون سے دل ‏ رکھی صبر کی اپنے سینہ پہ سل

کرون ہون بیان اب وہ مضمون خط ‏ لکھا مجھکو مرشد نے تھا اس نمط

کہ نامہ تیرا آکے ہمکو ملا
لکھا تھا جو راز تھا ان سب کھلا

تو پھر ملک پنجاب مین آئیگا
بہت جلد والئے بدل جائیگا

خدا تیرا مطلب کریگا حصول
نہ ہو دلین اپنے تو ہرگز ملول

لکھا ہے جو ملنے کے بارہ مین حال
ہماری ملاقات اب ہے محال

خبر تجکو دیتے ہین ہم پیشتر
کہ ہے ماہ رمضان مین اپنا سفر

ملاقات دنیا مین ہے ہمسے دور
بروز قیامت ملینگے ضرور

غم و رنج کر اپنے دل سے بدر
گئی تیری سب دین و دنیا سنور

بدینگونہ چون یافتم این جواب
شدم مبتلا در غم بے حساب

گئے اسمین یکماہ دس دن گذر
ہوا آپکی پھر دعا کا اثر

کہ کابل سے پنجاب کو سنئے خلل
جو ہے خاص پٹیالہ آیا بدل

مین رمضان مین آیا پھر ہولپور
سنا وانپہ حال وفات حضور

ہوا دل کو اوسدم بہت اضطرار
گرا خاک پر ہو کے مین بیقرار

یہان تک مجھے بیقراری رہی
کہ اک عرصہ تک آہ و زاری رہی

ہوا والئے پھر ریل مین جب سوار
رہا اکبر آباد تک بیقرار

پڑا رو برو میرے جب وہ مزار
لپٹ کر مین رویا بہت زار زار

سنی جب مؤلف نے یہہ داستان
کیا اوسکو اس مثنوی مین بیان

ذکر کرامت جناب بابت رہائی جمال الدین ساکن آگرہ

از عدالت ششن

اب اسوقت توساقیا بہ ملا
شراباً طہورا کا ساغر پلا

کہ ہواوسکے پینے سے دل کو سرور
کرامات مرشد کی لکھنا ضرور

کرامات مرشد کے ہین جسقدر
بیان ہوسکین مجھسے کب سربسر

زبان و قلم مین یہ طاقت کہان
جو اون سب کرامات کا ہو بیان

کرون کل کرامات کا اہتمام
تو یہ مثنوی پھر نہ ہووے تمام

بہر لشکم کوبا این دل چون سپند
نگارم ازانہا کرامات چند

مکلف ہون حضار مجلس تمام
مخاطب ہون میری طرف لاکلام

تھے اک شخص جو ساکن آگرہ
پڑی اونکے طالع مین آکر گرہ

اگر نام تم مجسے اونکا سنو
جمال اور دین دولون شامل کرو

کسی شخص نے اونپہ دعوی کیا
کہ لڑکی میری وہ بھگا لیگیا

عدالت مین جب پیش دعوی ہوا
تو ملزم وہان پر بلا یا گیا

غرض ملزم و مدعی یک قلم
عدالت مین دولون ہوئے پھر بہم

عدالت نے اظہار جب دم لیا
خطاوار ٹھیرا ابھی سنلے خطا

عدالت کو جب جرم ثابت ہوا
تو دورہ سپرد اوسکو آخر کیا

جواس ناگہانی مین ملزم پھنسا
ہوا اوسکو پیدا بڑا وسوسا

اسیر بلا ہوکے وہ غم گرا
میرے پیر کے آ قدم پہ گرا

کیا عرض رو رو کے نے قیل و قال | جو گذرا تہا آفت رسیدہ پہ حال

یہ سنکر وہین آپنے جوش سے | یہ فرمایا اوس عذر فراموش سے

یہہ رونا تیرا ہے سراسر فضول | خدا کو گیا کسلئے اپنے بہول

نظر رکہہ خدا پر اور اب جلد جا | خدا فضل سے اپنے لیگا بچا

سنا اوسنے جب آپسے یہہ کلام | ہوئی اوسکی تسکین حاصل تمام

غرض روز پیشی کی پہر زود تر | سشن کی عدالت گیا بے خطر

ہے مشہور ہر کہہ سے لیتا ہے مہ | وہ عورت بہی موجود تہی اوسجگہ

سشن کی وہ پیشی مین جسدم گیا | ہو سچا تہا اظہار اوسنے دیا

ہوا اوسدم ایسا دعا کا اثر | ملا جلد ملزم کو جسکا ثمر

تو صاحب ہوے رحم دل اسقدر | نہ کی دعوی مدعی پہ نظر

ہوا حاکم وقت پہ انکشاف | جو تہا حق و باطل کہلا صاف صاف

چلا مدعی کا نہ پہر کوئی جوڑ | دیا صاحب جج نے یک لخت چہوڑ

ذکر کرامت جناب بابت صحت از عارضہ مہلک حافظ احمد حسین ولد حافظ رحیم اللہ صاحب ساکن آگرہ محلہ نائی منڈی

پلا ساقیا اب تو آب حیات | مرض سے ہو بیمار کو تا نجات

دعا و دوا تیری مطلوب ہے — کہ دونون جہان کے لئے خوب ہے

ہوئی ایک صاحب کو حاصل شفا — لکھون اوس کرامت کا اب ماجرا

ہین اس شہر مین شاعر خوش کلام — کہ حافظ رحیم اللہ اونکا ہے نام

اوران مولوی کے جو ہین نور عین — کہ نام اونکا ہے حافظ احمد حسین

محلہ ہے نائی کی سنڈہی کا ایک — اوسی جا پہ رہتے ہین وہ مرد نیک

سنڈکی پاس کا جو ہوا اونکو شوق — تو راتون کو جاگا کئے بہر فوق

ہوے امتحان مین غرض کامیاب — مگر محنت سخت سے وہ جناب

مرض مین یکایک ہوئے مبتلا — نہ پہر چین و آرام یک دم ملا

دوائین بہت اونکو دین الغرض — دوا سے بڑہا اور دونا مرض

وہ گل سا بدن ہوگیا مثل خار — نہایت ہوئے وہ نحیف و نزار

ہوا پہر تو والد کو اونکے ہراس — رہی زندگی کی نہ پہر کوئی آس

جو والد ہین اونکے وہ والا صفات — قرین صلاح اونکو سوجہی یہہ بات

کہ ہمراہ ڈولی مین اونکو لیا — حضور یمین مرشد کے حاضر کیا

مرض کا بیان سب تمام و کمال — مفصل کیا آپ سے عرض حال

کہا یہہ یہی ہوتا ہے مجکو گمان — تپ دق کے پاتا ہون اکثر نشان

غرض آپ نے نبض کو دیکہکر — یہہ فرمایا اوسدم نہین کچہہ خطر

جو سمجہے ہو تم یہہ نہین وہ مرض — نہین اس مرض کو کچہہ اس سی غرض

نہ مطلق کرو دل مین تم اپنے غم — کریگا خدا اپنا فضل و کرم

چھپا کر کے پہلے اس اسرار کو — کہ تا اہل دنیا پہ ظاہر نہو

لکھا ایک نسخہ بلطف و خوشی — کہ پینے سے کچھ اوسکے تسکین ہوئی

کہا بعدہٗ یا مصور پڑھو — سوا لاکھہ تم ختم اسکو کرو

مگر اسطرح کا کرو اہتمام — کہ ہو ختم یہہ تین دن مین تمام

غرض اپنے جیسا فرما دیا — مطابق اوسیکے عمل سب کیا

عمل کو کیا جب کہ با قاعدہ — لگا ہونے پھر دن بدن فائدہ

دوبارہ جو پھر حال جا کر کہا — تو اوس روز ارشاد ایسا ہوا

گذشتہ طلا کا بنا لیجئے — اسے روز مرہ او نہین دیجئے

کھلایا جو کشتہ ہوئی تندرست — توانا ہوئے اور بہت چاق و چست

نقاہت گئی جسم کے دور ہو — اور ایسے جملہ امراض کافور ہو

بفضل خدا اب وہ موجود ہین — ہر اک طرح سے شاد و خوشنود ہین

کرامات مرشد سے ہر ایک ہے — اس اعجاز جان بخش کو دیکھئے

بزرگان دین اپنا حال خفی — نہین ہونے دیتے ہین ظاہر کبھی

چھپا لیتے ہین دنیا سے اپنے تئین — کہ تا خلق آکر نہ گھیرے کہین

ذکر کرامت جناب بابت التواسی تبادلہ اٹاوہ شیخ علاء الدین صاحب سب انسپکٹر

کرون ساقیا کیا مین تیرا بیان — که عالم کی تو فی الحقیقت ہے جان

قدم پر تیرے ایک افسر جہکے — اٹاوہ کی بدلی سے تہے جو رکے

کرامت مین لکھتا ہون اوراک سرگ — سنین غور سے ہر بزرگ و سترگ

ہری پربت اک اسٹیشن ہے وہین — لعین ہین اک افسر دو مین

لکھے دیتا ہون یا نہ مین اونکا نام — علا اور دین سے ہین مشہور عام

پولس مین وہ مولانا مشہور ہین — وہان چند دن سے یہہ مامور ہین

کئی سال کی ہو نہین لکھتا یہہ بات — پولس کے تہے دفتر مین یہہ نیک ذات

ہوا حکم جنرل سرشتہ سے یون — اٹاوہ کو یہہ یان سے تبدیل ہون

وطن کی جو دوری کا آیا خیال — ہوا اس سے سخت اونکی دلکو ملال

مگر ہو کے ناچار باندہی کمر — کیا جملہ تیار رخت سفر

پر اوسوقت دلمین کیا یہہ خیال — که مرشد سے جاکر کرون عرض حال

غرض دلمین اسباب کو ٹہان کر — کہا حال کل آپ سے آن کر

یہہ کی عرض حضرت خبر لیجیے — ز راہ عنایت دعا کیجیے

نہایت میرے دل کو ہے اضطراب — مین آیا ہون اسوقت پا در رکاب

کہا آپنے یونکہ کہو لو کمر — تمہارے لئے یہہ نہین ہے سفر

یہین رہیے اور کیجیے اپنا کام — خدا پر نظر اپنے رکہیے مدام

یہہ سنکر اوٹہے وان سے باصد خوشی — کچہری مین آکر خبر یہہ سنی

علاؤالدین اسجا سے ہرگز بچائے — روان عبد رحمان ہوا ونکی بجائے
ہوئے شاد مولانا سن یہ خبر — گئے عبد رحمان با چشم تر
پڑا اس کرامت کا ساری مین شور — دعا آپکی نے کیا کیا زور

ذکر کرامت حضور بابت سزایابی ملزمان بلوہ بعد قتل چالانی اسد علی سب انسپکٹر نارکی

کرون تیری تعریف کیا ساقیا — کہ لائق صفت کے نہین میہ ہنوز
لبشویم دہن گر بمشک و گلاب — نیارم زدن حرف وصف جناب
کرامات تیری ہین مشہور عام — نہین اسمین مطلق کسیکو کلام
ہوئے مہتمم خواستگار دعا — لکھون اوس کرامت کا بھی ماجرا
سنو اسطرح پر ہے اوسکا بیان — کہ ہین ایک سب انسپکٹر یہان
بناکر کے چوب قلم کو جلی — لکھون نام پہلے اسد پھر علی
گیا اسکو ہے ایک عرصہ گذر — وہ تھی تھانہ نار کی پر نگر
جو ہے متصل ہو صنع کو ٹلا — ہوا قتل و بلوہ کا وہان ماجرا
ہوے آپ کو جبکہ اسکے خبر — تو موقعہ پہ پہونچی بہت جلد تر
جو سو بود اوسجا یہ تہے سرکشان — مقابل ہوا ونکے یہ نوجوان
بہادر جوان نے دکھائی نہ پشت — کیا ٹھیک اونکو بصد ہشت و مشت

جو کی جہد و کوشش وہان بیکران ‏ ‏ لئے باندھ تب جملہ گردن کشان

ہر امرو کے اور صاحب ریش کے ‏ ‏ بلا رو رعایت کی تفتیش کے

پس از جملہ تفتیش کل ملزمان ‏ ‏ کیئے ساتھہ چالان کے سب روان

پڑا اونکا ساری عدالت مین شور ‏ ‏ نہایت سے تھے وہ سرکش پیل زور

گئے روبرو جنٹ صاحب کے جب ‏ ‏ تو گویا ہوئے وقت اظہار سب

کہ ہم ملزمان جملہ ہین بے قصور ‏ ‏ ہماری نہین کچھہ خطا ہے حضور

ہوا بلکہ ہم پر ہے ظلم و ستم ‏ ‏ دیا ہمکو بیوجہہ رنج و الم

جو ہین مہتمم تھانہ نار کی ‏ ‏ رفاقت فقط اپنے کریار کی

وہ ہمراہ امراو سنگھہ ہر جنگ ‏ ‏ چڑھ آئے وہمکو کیا سخت تنگ

ہماری نہ کچھہ عرض مطلق سنی ‏ ‏ نہ کچھہ آبرو بھی ہماری گنی

بہت سخت باندھا و مارا ہمین ‏ ‏ کیا مار مجروح سارا ہمین

جو تھے ملزمان کے یہہ اقرار سخت ‏ ‏ قلم بند سارے ہوئے ایک لخت

مگر اون بیانون سے گونہ خیال ‏ ‏ ہوا صاحب مہتمم کو کمال

اور اسباب کا بھی ہوا اولین ڈر ‏ ‏ مبادا رہا ہون یہہ سب بدگہر

غرض اس تردد سی ہو دل حزین ‏ ‏ گئے مرشد دو جہان کے قرین

کیا ماضی و حال کا سب بیان ‏ ‏ کہی اپنی القصہ کل داستان

ہوئے عرض کے بعد یہہ خواستگار ‏ ‏ کہ مجکو نہ ہو کچھہ غم روزگار

پراگندہ خاطر ہوں کل ملزمان
سزایاب ہوں حملۂ گردن کشان

سنا اسطرح پر جب اونکا بیان
ہوئے لعل لب اسطرح درفشان

کہا تم خدا پر رکھو اپنا دھیان
نہ مطلق کرو دل مین فاسد گمان

جو مطلب تمہارا ہے ہوگا حصول
نہ ہرگز رکھو اپنے دل کو ملول

ہوئے منتظم شاد سُن یہہ سخن
ہوا دور یکبار رنج و محن

ہوئی جبکہ پیشی بروز دیگر
تو تحقل وعا لے نہ دیا بہشت

کہ کہنے کا اون ملزمان کے اثر
نہ ہرگز ہوا حاکم وقت پر

کہلا حاکم وقت پر حال صاف
نہ ہرگز کیا جرم اونکا معاف

عدالت نے تجویز لکھہ ایکبار
سپرد سشن کل کئے نابکار

سشن نے بھی ہرطرح تفتیش کی
ازان بعد انصاف کی داد دی

جو تھے ملزمان باستثنائے گروزور
بخوبی ہوا جبکہ ثابت قصور

تو دی واجبی پہر ہراک کو سزا
کیا ایک کو بھی نہ اوسنے رہا

جو حاضر تھے سردار و خدمتگار کی
نہ کچھہ جرح اوسنے نہ گفتار کی

لکھی بلکہ تعریف اونکی دو چند
ہوا نام اونکا جہان مین بلند

عطا بھی کیا زر کچھہ انعام مین
ہوے نامور خاص اور عام مین

وہ جنرل کہ ہین انسپکٹر جو عام
ہین سارہی پولس کے وہ مالک تمام

ہوئے خوش نہایت یہہ سنکر خبر
دیا اونکو پروانہ اک خوب تر

سکے پر عز بالعت در سے لکھا ۔۔۔ وہ مضمون ہے کل مرحبا مرحبا
بزرگی دی اور رتبہ اعلیٰ کیا ۔۔۔ کہ سب انسپکٹر کا عہدہ دیا
مراس سے مطلب یہی ہے اور اصول ۔۔۔ ہوا سب یہہ مرشد کے باعث حصول

ذکر کرامت حضور بابت رہائی اکبر خان ولد اشرف خان و نیز سہ طفل دیگر ماخوذہ جرم قتل عمدا از عدالت سشن

یہین لکھو نگر مضمون سا قیا اب خموش ۔۔۔ اور تہی سنکے اسبات سے میری ہوش
کہ اک چار لڑکے ہین غم مین بہرے ۔۔۔ کہ ہین جرم مین قتل کے سب گہری
دعا واسطے اونکے درکار ہے ۔۔۔ خدا اون سبہونکا مددگار ہے
لکھون اس کرامت کا بہی سارا حال ۔۔۔ کہ گذری ہین اسبات کو چار سال
نہہ ہجری جو سن ہے بلا پیش و پس ۔۔۔ اور اوسوقت مین سن تہے بارہ سو دس ١٢١٠ ہجری
کہ اکبر و نواب یہہ دو نون خان ۔۔۔ امیر اور کنہیا یہہ سب چار جان
تہا اک اور لڑکا برہمن کا بس ۔۔۔ کہ تہی عمر کل اوسکی بارہ برس
یہہ سب پانچو اک جا پہ موجود تہے ۔۔۔ نہ کچہہ رنج تہا بلکہ خوشنود تہے
کنہیا نے طفل برہمن سے آ ۔۔۔ بہت منت و عاجزی سے کہا
کہ لوٹا کنوئین پر تو اب لیکے جا ۔۔۔ مجہے لاکے تہوڑا سا پانی پلا
برہمن کا لڑکا یہہ سنکر اوٹہا ۔۔۔ کنوئین پر وہ پانی کو بہرنے گیا

مگر آ گئی تھی جو اوسکی قضا — لیکایک وہ اندر کنوئین کے گرا

دہماکا ہوا اوسکے گرنے کا جب — ہوئے چارون لڑکے پراگندہ سب

کیا جبکہ لڑکون نے وان شور و غل — پہونچکر ہوئے مجتمع جز و کل

لوگون نے دیکھا کنوان جہانک کر — تو آیا نہ زندہ وہ لڑکا نظر

کہ اتنے مین سنکر خبر ناگہان — بفور اوسکے وارث بہی پہونچے دوان

اوسی جا پہ تہا ذات کا اک چمار — دیا اوس کو اندر کنوئین کے اتار

جو تہا غوطہ خوری مین اوسکو کمال — غرض نعش لایا کنوئین سے نکال

جو مان باپ لڑکے کے موجود تھے — پولس مین گئے صدمہ و رنج سے

کیا دعوی قتل جا اوس مقام — لکہاے انہین چارون لڑکونکے نام

پولس نے نکرکے ذرا پیش و پس — معاً جرم قایم کیا اوس نفس

ازآن بعد پہر جا کے تفتیش کی — سنی کچہ نہ طفلان سے ریش کی

وہ وارث برہمن جو تہا داد خواہ — سو اوسنے بنا کر دئے دو گواہ

جو اثبات کے اونپہ گذرے گواہ — حراست مین لڑکے ہوئے بیگناہ

حوالات مین جب ہوئے آکے بند — ہوئے غم سے لڑکے بہت دردمند

پولس نے مرتب کئے کاغذات — کیا اونکا چالان پہر ایکسات

یہ لڑکے جو تھے سربسر بیگناہ — عدالت مین پہونچے بحال تباہ

بنائے ہوئے مدعی کے گواہ — ہوئے پیش جہونٹی گواہی مین آہ

عدالت مین پیشی ہوئی چند بار
ہوا جرم ثابت پہر انجام کار

عدالت نے پہر جرم کرکے ثبوت
نہ مطلق کیا اسمین ہرگز سکوت

ششن کا دیا حکم اکبار گی
ہوے سنکے یہہ حکم ناچار گی

تہا لڑکا جو اک بڑا اونمین گہرا
سنو نام تم اوسکے اب باپ کا

لکہون پہلے اشرف ازان بعد خان
ملا کرکے دونون پڑہون بعد ازان

نہایت یہہ ہین سر بسر مرد نیک
غرض اس زمانہ مین ہین فرد ایک

ہوا اسکے مرشد کے ہین یہہ مرید
ہوے اونکو جسوقت فکر شدید

گئے پاس مرشد کے روتے ہوے
غم و رنج سے جان کہوتے ہوے

قدم پر گرے اور کہا ماجرا
کہ سنئے طرح اب میرا لڑکا گہرا

سوا اسکے خدشہ ہی اسبات کا
مبادا ہو پہانسی کی اونکو سزا

یہ سن اونپنے کر تامل ذرا
یہ فرما دیا ایکدم برملا

نہین ہے کچہہ اس ماجرا کا اصول
کرو اپنی خاطر نہ ہرگز ملول

نہ زنہار اسکا کرو کچہہ بہی غم
رہائی وہ پائینگے کل یک قلم

رکہو اپنے دلمین خدا سے امید
نہین ہے رہائی کرم سے بعید

غرض جبکہ ارشاد آیا ہوا
کیا جیسا ارشاد دلیا ہوا

ششن مین ہوا جبکہ پیشی کا روز
گئے طفل چارون وہ با درد و سوز

لگے تہے بزیر حراست گئے
پولس کے ملازم بہی ہمراہ تہے

بس اب ختم کرتا ہون اسجا سے بات | جو پیش عدالت سے گئے ایک ساتھ
وہ صاحب سشن سے تہے نیک رحیم | سوا رحم کے تہے نہایت فہیم
جو ہین مثل دیکہی سمائی یہہ بات | کہ جو سنتے ہی یہہ سر بسر وار دات
سمجہہ سوچکر دلمین یہہ برملا | جو لکہنا تہا تجویز مین وہ لکہا
مخاطب ہوئے پہر سو ملزمان | دیا حکم چارون کو یہہ آنزمان
کہ تم سب کے سب محض ہو بے خطا | لہذا کیا ہمنے تمکو رہا
چہٹے قید سے جب وہ باسہہ گر | کسی سے نہ پہر ڈر کے دیکہا ادہر
بامداد آن مرشد پاک ذات | ازان بحر غم شدہ بزودی نجات

ذکر کرامت حضور در بارہ رہائی مولوی عبد المعبود صاحب

از مقدمہ سکہ قلب

کہان ہے تو اے ساقی لاجواب | کہ عالم ہوا تجہسے اک فیضیاب
بہت خوب کی تو نے اسمین دعا | کہ اک مولوی جو غضب سے بچا
الٰہی میری کہولدے اب زبان | کرون تاکہ اور اک کرامت بیان
ہین اک مولوی عبد معبود نام | وہ رکہتے ہین اس آگرہ مین قیام
لگا اونکے پیچہے یہہ الزام آ | کہ جعلی بناتے ہین سکہ سدا
سوا انکے اک آدمی اور تہا | سو وہ بہی اسی جرم مین تہا پہنسا

ہوئے فوجداری مین جسدم طلب
پریشان ہوئے دونون صاحب تب

ہوا مولوی کو بہت رنج و غم
کہ طوطے اوڑے عقل کی یک قلم

کہا آکے مرشد سے یہہ ماجرا
ہوئی بعد ازآن خواستگار دعا

بہت اونکی مرشد نی دلجوئی کی
سوا اسکی دے پہر نوید خوشی

یہہ مخبر بایا وہ خالق کائنات
تمہین جلد اس غم سے دیگا نجات

غرض مولوی سنکے اسبات کو
گئے بہول پہر جملہ آفات کو

گئے پہر عدالت مین باصد خوشی
وکیلون کی وان جستجو جا کے کی

وکیل اک عدالت کے بازیب وزین
اونہین خلق کہتے ہین مظہر حسین

وکیل اور اک ہین عدالت کے جو
بس اب نام اسکا یہ اونکا سنو

غلام اور سرور ازان بعد خان
لکہو گر تو ہو نام اونکا عیان

بڑے ہی زور کے ہین یہہ دونو وکیل
یہہ قانون دانی مین ہین بے عدیل

ہوئے دونون یہہ مولوی کی وکیل
عدالت مین پہونچے برائے دلیل

وکالت کے دونون نی درخواست دی
ہوئی جب وہ منظور تب بحث کی

نہتہی پہر تو تقریر کی پہیسان
اوڑائین وہین جرح سے دہجیان

دعا نی اوسی وقت اپنا اثر
کیا حاکم وقت کے قلب پر

کہ اون مولوی کو زراہ عطا
عدالت نے دم مین بری کر دیا

جو وہ ساتھ تہا دوسرا آدمی
نہ زنہار اوسکی ہوئی مخلصی

طرف سے جو اس شخص کی تہی وکیل / اونہونے نے بامکان کی قال وقیل

ہوئی تہی نہ جو اوس کے حق مین بجا / اثر اس سبب سے نہ مطلق ہوا

عدالت نے جرم اوسپہ ثابت کیا / سشن مین اوسے بہیج آخر دیا

نہ وہ شخص ہرگز ہوا پہر رہا / سشن سے ہوئی سخت اوسکو سزا

ذکر کرامت حضور بابت مخلصی کالیخان شاعر تخلص سفلی از مقدمہ جعلسازی

کہ ہے تو اے ساقی خوش مزاج / پیاسا ہے مصیبت مین شاعر اک آج

ہے یہہ شخص ہی خواستگار دعا / دعا ایسی ہو تا کہ ہووے رہا

الٰہی میرے دے لیے کر دور غم / کرون اور بہی اک کرامت رقم

کہ ہین ایک صاحب جو شاعر یہان / اونہین خلق کہتے ہین بس کالیخان

سو اسکے سفلی ہے اونکا لقب / تخلص یہہ ہے شاعری کے سبب

یہہ الزام اک اوسکے پیچہے لگا / کہ کاغذ بنا لیتے ہین جعل کا

نہ تنہا پہنسے تہے یہہ الزام مین / کئی اور بہی تہے اسی دام مین

کہنچا آ کے اسکا بڑا ایک طول / ہوئے جسکے باعث سب سب ملول

عدالت مین طلبی ہوئی انکی جب / پڑے بحر غم مین وہین سب کے سب

برادر تہے خورد اونکے جو خوش کلام / ملا کر فقیر اور محمد کا نام

ازان بعد یہہ جان کے لفظ کو ۔ یہہ تینون ملا کر کے شب نام لو

سو سیف الصاحب نہایت اوداس ۔ گئے آخر الامر مرشد کے پاس

کیا عرض جا کر کے کل مدعا ۔ کہا ابتدا سے وہ تا انتہا

غرض بعد اظہار یہہ دل فگار ۔ دعا کے ہوئے آپ سے خواستگار

جو تہی آپ کی ذات رحمت صحاب ۔ برسنے لگا اوس سے رحمت کا آب

کہا اون سے جاؤ کرو کچہہ نہ غم ۔ خدا کالیخان پر کریگا کرم

[illegible] مین پہونچے جو یہہ کالیخان ۔ گئے اونکے ہمراہ دیگر جوان

تو مظہر حسین اور اک مہربان ۔ غلام اور سرور ہی بعد اوسکے خان

نہایت یہہ ہین دولون صاحب عقیل ۔ ہوئے ملزمان کی طرف سے وکیل

گئے روبروئے عدالت یہہ جب ۔ وکالت کی درخواست دی باادب

عدالت سے پہر بحث کا حکم لے ۔ لگے کہنے تقریر کو پے بہ پے

کرے اسطرح کے سوال و جواب ۔ کہ گویا تہی قانون کی اک کتاب

ادہر تو ہوا زور تقریر کا ۔ دعا نے ادہر جا کے دہنا دیا

وہ لوٹی دعا ہو کے جب مستجاب ۔ ہوئے دولون مختار کل کامیاب

وہ حاکم ہوئے رحم دل مثل آب ۔ کیا کالیخان کو بری سنلے جواب

اسی جرم مین اور جو شخص تہے ۔ مگر نزد مرشد نہ وہ تہے گئے

عدالت نے کی اونپہ ثابت خطا ۔ سشن کا دیا حکم اونکو سنا

وکیلوں نے کی جدوکوشش کمال ‌‌ نہ نکلا مگر کوئی اوسکا مآل

گیا الغرض پیش کوئی نہ فن ‌‌ گئے فوجداری سے آخر سشن

ہوئے پھر رہائی سے مایوس سخت ‌‌ گئی لوٹ امید کل ایک لخت

سشن کی عدالت میں پہنچے جب ‌‌ وکیل انکے ہمراہ تھے اور تب

وکیلوں نے اسجابت کی دلیل ‌‌ مگر کوئی مطلق نہ نکلی سبیل

بہت فلک کے بحر میں دست وپا ‌‌ چلا کئے پر نہ ساحل ملا

جو اوبار تھا ملزمان کے قریب ‌‌ سشن سے ہوئی قید پھر

ذکر کرامت حضور درباره بحالی امیر علی امین دلوانی برخاست شده

تو دیکھے ہی کیا سا قیا ہر طرف ‌‌ امین اک بجی کے ہوئے برطرف

ہوئی ہیں وہ اب خواستگار دعا ‌‌ بدستور ہوتا کہ عہدہ عطا

بس اب ہے کرامات یاں سے چلی ‌‌ ہیں اک شخص سید امیر علی

بڑے ہی نیک ہیں اور نہایت متین ‌‌ بجی کے کچہری میں ہیں وہ امین

پڑی ایسی کچھ آنکر وار دات ‌‌ ہوئے جس سے برخاست وہ ایکبات

ہوئے جبکہ برخاست وہ ذی قدر ‌‌ گئے پاس مرشد کے باچشم تر

کیا جاکے احوال ماضی بیان ‌‌ کہی سو بسوا پنی کل داستان

وہ سب کہہ چکے جو کہ تھا اپنا حال — ہوئے ملتجی یہہ کہ پھر ہون بحال
کہا آپ نے کچھہ کرو مت خیال — کریگا خدا جلد تمکو بحال
دعا آپکی مین بڑا تھا اثر — کہ لگتا تھا نخل کہن مین ثمر
نہ گذرے تھے اسباب کو چند روز — کہ پیدا ہوا دل مین حاکم کے سوز
تصور کیا ان کو جو بے خطا — بلاکر کیا انکا عہدہ عطا

کرامت حضور دربارہ صحت از عارضۂ مہلک اہلیہ

شیخ عبد الستار صاحب مہتمم کہندولی

بیان ساقیا کیا ہون تیری صفات — تیری ذات تھی عین آب حیات
دوا تھی تیری سب کے حق مین دعا — دعا تھی تیری سب کے حق مین دوا
سوا تیرے کسکا بھلا کام تھا — ہوئی اک مریضہ کو جیسے شفا
بس اب کان دھر کر ذرا دوستو — کرامت یہہ مرشد کی اور اک سنو
کہ ہین مہتمم ایک بافیض و عام — سو وہ عبد ستار اونکا ہے نام
ہوئے ہونگے اسبات کو تین سال — تھے چھتنہ کے تھانہ پہ یہہ خوش خصال
ہوا انکی بی بی کو سخت اک مرض — نہ صرف اک مرض بلکہ چند الفرض
کیا تا بہ مقدور اکثر علاج — مگر سوے صحت نہ آیا مزاج
جو تھا انکا دل رنج و غم سے دو نیم — نہ چھوڑا کوئی ڈاکٹر یا حکیم

زر و مال سب جسقدر پاس تہا
اونہون ان اوسے ٹہیکری کر دیا

اگرچہ وہ برباد دولت ہوئی
مریضہ کو لیکن نہ صحت ہوئی

یہانتک ہوئی پہر تو حالت ردی
نہ طاقت رہی بیٹہنے اوٹہنے کی

اور اغطار تن تہرتہرانے لگے
غرض غش پہ غش پہر تو آنے لگے

مرض نے ترقی یہ کی بے حساب
کہ دینے لگے اہل حکمت جواب

رہی زندگی کی کسیکو نہ آس
تو اوسوقت سب آئے مرشد کے پاس

دکہا نبض جب کر چکے عرض حال
کہا آپنے کچہ نہ کیجیے ملال

مگر آپنے کی جو لانے مین دیر
تو تہا یہہ مریضہ کی قسمت کا پہیر

ہمیشہ نظر چاہیئے بر عند ا
خدا اوسکو اب جلد دیگا شفا

بظاہر اگر ایک نسخہ لکہا
تو باطن مین اللہ سے کی دعا

دعا و دوا کا ہوا ایسا اثر
کہ صحت ہوئی اجلوہ گر جلد تر

کہ ہستند تا این زمان تندرست
قوی و توانا تر اندا ز نخست

کنند اہل انصاف در دل خیال
کہ بود از کجا تا کجا این کمال

ذکر کرامت حضور بابت بحالی حمزہ علی کانسٹبل برخاست شدہ

سپاہی سا قیا ہو گے اب مضمحل
اک آیا تیرے در پہ کانسٹبل

وہ برخاست عہدہ سے اپنے ہوا
تو آیا اب امیدوار دعا

ہے امیدواثق اب اوسکو کمال
دعا چاہتا ہے کہ تا ہو بحال

سنیں اس کرامت کو اب اہل دل ہیں حمزہ علی ایک کانسٹبل
ہے پیپل کی منڈی مین چوکی جو ایک اوسی جا تعین ہین وہ مرد نیک
ہوئی کیا نہ معلوم اون سے خطا ہوئے سپرنٹنڈنٹ صاحب خفا
ہوا اونپہ صاحب کا نازل غضب بلٹ کوٹ پتلون لے چہین سب
کیا اونکو موقوف بس نے ملال قلابت کا اونکی نہ آیا خیال
وہ حمزہ علی تھے جو کانسٹبل گئے پیش مرشد بہت مضمحل
ہوا تہا جو کچہہ اونپہ نازل عتاب پڑہی روبرو غم کی ساری کتاب
کہا آپنے یون ہراسان نہو کمشنر کے دفتر مین درخواست دو
خدا جلد عمدہ کریگا سبیل کرو اوس عدالت مین جا کر اپیل
یہی سارا تہا مدعا رد لی بموجب ہدایت کے حمزہ علی
گئے اور جا کر کے درخواست دی حقیقت جو تہی اوسمین ساری لکہی
تھے صاحب کمشنر بڑے نیک ذات پولس سے کئے سب طلب کاغذات
جب آئے تو اونکو بلایا حضور کہا پڑہ کے بیشک ہو تم بے قصور
ہوا مثل سے ہمکو روشن یہ حال لہذا کیا ہے ہمنے تمکو بحال
چلے واں سے حمزہ علی شاد شاد ملے دل کی فضل خدا سے مراد
ملے پوری وردے وہ سب لاکلام ملا سارا جو چہن گیا تہا تمام
نہ ہو جبکو اسباب کا اعتماد کرے جا کے دریافت وہ نامراد

وہ حمزہ علی شخص مشہور ہین | بدستور چوکی پہ مامور ہین

ذکر کرامت حضور بابت دستیابی طفل گم شدہ

مصنف

دعا لو نے کیا خوب کی ساقیا | جو کھویا ہوا میرا لڑکا ملا
سین مہربان اس کرامت کا حال | کہ گذرا ہے اس بات کو ایک سال
مرا ایک لڑکا ہے کم سن کمال | ہے کل ہفت یا ہشت کا سن و سال
بس اب اوسکا ظاہر کرون یا پند نام | نیاز احمد اوسکو ہین کہتے تمام
کسی بات پر ایک دن اوسکی ما | نہایت ہوئی اوسکی اوپر خفا
کہ لڑکا وہ ترسان و لرزان ہوا | کہ خوف و خطر سے گریزان ہوا
گیا جس گھڑی تہا وہ لڑکا میرا | مکان پر نہ اوسدم مین موجود تہا
کرون ہو مین اس بات کو اب بیان | کہ موجود مین اوس گھڑی تہا جہان
مرے ایک افسر مین عالی ہمم | نہایت وہ رکہتے ہین مجہپر کرم
ہین اک مرد با فیض اور باخدا | سوا اسکے رکہتے ہین جود و سخا
خدایا تو کر اونکا رتبہ بلند | رہین اس جہا مین سدا ارجمند
رہے جب تلک یہہ زمین و زمان | جہا مین رہین جب تلک ہے جہان
سین اسم اقدس کو اب مہربان | غنی اور محمد ازان بعد خان
وہ کوٹ انسپکٹر ہین والا مقام | کہ ماتحت ہین اون سے سب شاد کام

میرے حال پر جو کرم اونکا تھا
بارشاد آن افسر مہربان
مگر دن جو میرے تھے یکسر خراب
رہا پانچ دن تک میرا جب مقام
ہوا در پئے بیخ چرخ کہن
مناسب نہین جو لکھون اونکا نام
اونہون نے غرض کی یہہ مجہپر عطا
ہین محسن میرے جو وہ والا صفات
ہوئے دلمین آزردہ اپنے کمال
مین جب اونکی خدمت مین حاضر ہوا
تو ہر طرح سے مجھکو تسکین دی
مین شاکر رہا بر خدائے انام
یہان کثرت کام تھی اسقدر
اب اس ذکر کو بس مین چھوڑدون
کہ لڑکا میرا جبکہ تھا گم ہوا
دبا میرا پتھر تلے ہات تھا
نہ فرصت مجھے یا نہ تھی اسقدر

لعین تھا چنگی مین میرا ایک
رسیدم باجلاس اسپیشلان
پہونچکر بنا وسجا ہوا کامیاب
لیا گردش چرخ نے انتقام
تو پھر ایک صاحب ہوئے نیش زن
خموشی کا ہے اسجگہہ اب مقام
بدلوا مجھے کوتوالی دیا
اونہون نے سنی جبکہ یہہ واردات
ہوا بلکہ یک گونہ اونکو ملال
اور اظہار حال اپنا یکسر کیا
تسلی تشفی بہت میری کی
لگا کوتوالی مین پھر کرنے کام
کہ فرصت نہ ملتی تھی اٹھون پہر
جو ہے مدعا خاص اپنا لکھون
مین بس اونہ لوگون کوتوالی مین تھا
جو اوس اسٹشن پر تعینات تھا
تجسس جو کرتا ادہر اودہر

کسی سے نہ کچہہ ذکر ہرگز کیا — مین تقدیر پر اپنی شاکر رہا
گیا جبکہ اک ماہ کامل گذر — نہ لڑکے کی پائی کہین کچہہ خبر
ہوئی اوسکی ماں پہر بہت بیقرار — جدائی سے اوسکی تہی زار و نزار
مرے دلپہ بہی رنج اک سخت تہا — مگر مین مصیبت مین خود تہا گہرا
نہ سوجہی کوئی اس سے تدبیر بیش — گیا کوٹولی سے مرشد کے پیش
کیا آپ سے جاکے کل عرض حال — جو تہا دلپہ مجہہ غم زدہ کے ملال
کہا سنکے یہہ آپنے واہ جی — خبر تمنے گم گشتہ کی جلد لی
یہہ سنکر ہوا مین نہایت اوداس — رہی پہر نہ لڑکے کے ملنے کی آس
دوبارہ نظر آپکی جب ہوئی — لو آئی نظر میری حالت ردی
تو فرمائی پہر مسکرا کر یہہ بات — خدا مالک اور سب اوسیکے ہے ہاتہہ
نہ کر وہم و اندیشہ مطلق ذرا — ملا دیگا معبود لڑکا تیرا
قدم چہوکے اوسجا سے پہر مین اوٹہا — مکان کو وہان سے مین سیدہا گیا
جو ماں اوسکی بیچین و غمگین تہی — تسلی تشفی پہونچکر کے دی
ہوا تیسرا روز جب جلوہ گر — ہوا طفل موجود خود آن کر
خوشی سے ہوا دل کو پیدا سرور — ملا میرا لڑکا طفیل حضور
کرون جان و دل اپنے دونون نثار — فدا ایسے مرشد پہ ہون بار بار

ذکر کرامت حضور بابت بحالی تحمل حسین سب انسپکٹر معطل شدہ

قسم تیری ای ساقی ای جان من | نہ ہون پہر مین نہ زنہار توبہ شکن

اندہیرے مین اتبک جو مجہپہ گذری ہے بات | اوجالا ہے وہ ہووینگی اب اوس سے بات

بقول نظامی کرون اب عمل | نہ پہونچے کبہی تاکہ مجہکو خلل

بر ابروت باریدہ بر پر زاغ | نشاید چو بلبل تماشائے باغ

جو کہتون اپنے مرشد پہ ہر دم نظر | کرون غور اب اس کرامات پر

یہان ایک صاحب ہین بازیب و زین | سو وہ کون یعنی تحمل حسین

ہین سب انسپکٹر وہ والا جناب | پولس مین ہین اس شہر کے انتخاب

ہری پربت اک اسٹیشن ہے یہان | تعین ہین وان وہ میرے مہربان

ہوا پیشتر اک بڑا انکو رنج | کہ زیر حکومت تہا جب تاجگنج

اب اوس رنج کا کچہہ سناؤن مین حال | کہ پہونچا تہا جس طرا انکو ملال

ہوئے انکے تہانہ مین ایک رپٹ | گئے اوسکی تفتیش کو یہہ جہپٹ

ہوئی نقب کی جب رپٹ بیگمان | تو کی اوسکی تفتیش کامل وہان

جو یہہ خاص قصبہ ہی کی بات تہی | بدالسنت خود جستجو خوب کی

تہا اک شخص دہقان بالکل گنوار | سوا اسکے تہا ذات کا وہ چمار

گواہون سے ثابت ہوا اوسپہ جرم | کیا اور مطلق نہ کچہہ اوسپہ ظلم

حوالات مین لا کیا اوسکو بند | ضوابط کے موافق رکہا ایک چند

کیا اوسکا چالان عدالت کو جب | عدالت مین جاکر ہوا یہہ غضب

جو اثبات کے جرم مین تہے گواہ
شہادت ہوئی انکے کل برخلاف
مجوز جو حاکم تہے اوسوقت پر
ہوا جبکہ ملزم سے اظہار حال
میرے باندرہی سے کل دست و پا
سپاہی پولس کا جو ہمراہ تہا
میرے سرپہ اوسدم جو لایا تہا تاحت
حسن خان جو نامی تہا کانسٹبل
بلایا تو ملزم سے لیکے فغان
میرے دل کو ہی اس سے پہونچا گزند
جو ہین حاکم مرجع خاص و عام
بڑے صاحب خلق ہین اور رحیم
بڑے خاندانی ہین عالی جناب
ہین اعظم رئیس آپ اوس شہر کے
وہ حاکم مجوز تہے اوسوقت پہ
نہ ثابت ہوا جرم ملزم پہ جب
عدالت سے ملزم ہوا جب رہا

سو وہ کر گئے تہے سبیل ملزم سے آہ
عیان ہوگیا میل ملزم سے صاف
ہوئے اسکی اصلا نہ مطلق خبر
کہا اوسنے مظلوم ہو نہین کمال
لے آئی تہی موقعہ پہ مجکو اودہا
سو ہین نام اوسکا نہین جانتا
اگر دیکھ لون اوسکو کرلون شناخت
عدالت مین ملزم کے جب متصل
کہا یہہ وہی شخص ہے بیگمان
کیا اسنے مجکو گرفتار بند
کہ ہے مولوی برکت اللہ نام
سوا رحم اور خلق کے ہین کریم
شرافت نجابت مین ہین انتخاب
کہ ہے غازی اور لور کہتے جسے
یہہ تہی واردات اونکی پیش نظر
دیا چہوڑ ملزم کو یکلخت تب
تو شیرینیان وہ اوسدم بٹا

سنا سپرنٹنڈنٹ نے حال جب — تو حد سے زیادہ ہوئے پر غضب

جو تھے مہتمم وہ تحمل حسین — بلا اونکو دکھلائین غصہ کی عین

معطل کیا پھر اونہین بعد ازان — ہوئی جس سے تشویش مین مہربان

حسن خان نامی پراگندہ دل — جو ہمراہ تھا اسکے کانسٹبل

سمجھکے کل بات نے واردات — اوسے بھی معطل کیا ایکسات

علاقہ مین پہونچی خبر جابجا — تو پھر دشمنون کو یہہ موقعہ ملا

بلاکر بے ملزم کو اوس سے کہا — کہ درخواست دی تو عدالت مین جا

لکھانا کہ مین محض تھا بیگناہ — عدالت مین آیا ہون اب دادخواہ

ہر فرد گر ملزم روسیاہ — عدالت مین آکر ہوا دادخواہ

گیا اسمین کچھہ دنکا عرصہ گذر — پھر آگہومتا ملزم بدگہر

نہ چھوڑا عدالت کا جب کوئی طور — کیا بعد ازان پھر عدالت نے غور

عدالت کے نزدیک تھا یہہ بعید — نہ سنتے اگر اوسکی گفت وشنید

تو پھر جرم قایم لبعد ازان — مفصل لکھا اوسکا سارا بیان

کمشن بھیجکے پھر تو یہہ متصل — یہہ سب انسپکٹر وہ کانسٹبل

بیان سے جو ملزم یہہ ثابت ہوئی — عدالت مین دونون بلائے گئے

جو ہے سید ابوالعلی کا مزار — سے ہے اک جائے دلچسپ اور سبزہ زار

غرض اوندنون آپکا عرس تھا — کہ تھا جمع ہر ایک چھوٹا بڑا

بہت کم تہا دن قریب مغرب تہا بس ۔ کہ پہونچے تجمل حسین اوس نفس

اوسی جا پہ مرشد بہی موجود تہے ۔ وہین پاس مرقد کے بیٹہے ہوئے

کہ پہونچے وہان جب تجمل حسین ۔ پڑہی فاتحہ پہلے بالراس و عین

ملا بعد ازان اون سے یہہ خاکسار ۔ کہا جب مجہسے احوال سب ایکبار

کہا مینے مرشد سے بہی بیان ۔ کروا سے لئے کل ماجرے کو بیان

اوسے سے کیا جاکے پہلے سلام ۔ کہا اپنا احوال پہر سب تمام

بیان اول اپنا کیا مدعا ۔ کہا بعد ازان یونکہ کیجیے دعا

غرض جملہ حالات کو کہکے گوش ۔ کیا آپکی آ کے رحمت نے جوش

قسم مجکو واللہ باللہ ہے ۔ کہا آپ نے یونکہ اللہ سے ہے

خدا پر نظر اپنی رکہو تمام ۔ اوسی سے کر التجا صبح و شام

کریگا تمہارے وہ اوپر کرم ۔ وہی دور کر دیگا سب درد و غم

کرون قصہ اب مختصر مین نہ طول ۔ بڑہانے سے مجکو نہین کچہہ حصول

گیا اسمین کچہہ دنکا عرصہ گذر ۔ پہر آخر کو یہہ مہتمم نامور

بہ پیش عدالت گئے چند بار ۔ خدا نے کیا رحم انجام کار

ہوئی شاخ نخل دعا کی ہری ۔ کیا حاکم وقت نے پہر بری

یہان سپرنٹنڈنٹ صاحب نے بہی ۔ بدستور انکی جگہہ انکو دی

معطل رکہا تہا انہین جتنے دن ۔ تمامی وہ تنخواہ دی دن گن

[illegible]

حسین خان جو ہمراہ مین انکے تہا — نہ ہرگز ہوا جرم سے وہ رہا

برے سے اُنکی ہوا وہ اوداس — رہی چھوٹنے کی نہ پھر اوسکو آس

علاوہ برین تہا وہ ناحق شناس — سوا اُسکے پہونچا بمرشد کے پاس

عدالت کو ثابت ہوا اوسکا کید — ہوا آخر الامر دو سال قید

نہ بطلق رہائی ہوئی زینہار — پڑا قید مین اب ہے انجام کار

ذکر کرامت حضور بابت رہائی اشتیاق حسین مہتمم اسٹیشن

و یعقوب علی و علی بخش کانسٹبلان متعینہ اسٹیشن بٹالہ شیر مقید شدہ

لگی تجھسے ہے ساقیا میری مَن — برائے خدا میری اک اور سُن

کرون اب نہ آلودہ اپنی زبان — نہ زنہار رشوت سے مین اک زبان

شنو دوستو بابت الیشر کا حال — کہ مرشد کا ظاہر ہوا جو کمال

کہ ہے اک بٹالہ شیر یہان جو سٹیشن — کنارہ لب آب بحر جمن

ہے بہتر مین آبادی اوسکی تمام — پرستش کا ہے ہندوؤنکی مقام

علاوہ برین دیگر است این نشان — کہ مسفہور بعد میلہ اش در جہان

جو ہین اشتیاق حسین ایک شخص — بظاہر بین ہین وہ بڑے نیک شخص

امامی طریقہ ہے اونکا شعار — فقط پنجتن کے ہین وہ دوستدار

ہوئے تھوڑے دن ہین کہ یہہ منتظم — بٹالیشر کے تھانہ پہ ستہے مہتمم

ہین جہوٹ و سچ لی جبکے پچہہ خبر
ہوا اونپہ رشوت کا دعوے مگر

علی بخش و یعقوب علی ایکدل
یہہ ہمراہ تھے دو لون کانسٹبل

پڑا دونکے اوپر بہی آکر وبال
عدالت مین انپر بہی گذرا سوال

ہشن جبکہ طلبی کا بہیجا گیا
ہوئے سپرنٹنڈنٹ صاحب خفا

معطل شدند آن زمان ہر سہ کس
چنین حکم صادر شدہ آن نفس

ہوئی جب معطل یہہ ہر سہ کسان
کنارہ لگے کرنے کل مہربان

ہے کیا خوب لنے یہہ لکہا
برے وقت کا کون ہے جز خدا

عدالت مین ہر سہ ہوئے جبکہ پیش
ہوا رنج و اندوہ ہر ایک کو بیش

عدالت کی پائی جو بدلی نظر
ہوا ولیکن ہر ایک کے پیدا خطر

کرون مختصر اب کہ زیر فلک
کشاکش رہی انکو کچہہ دن تلک

عدالت نے کر کچہہ دنون تک سکوت
کیا جرم آخر کو ان پر ثبوت

سنا پہر دیا حکم یہہ ایک لخت
کیا سب کو دو دو برس قید سخت

کسی جا سے پیدا ہوئی پہر نہ آڑ
پڑا ٹوٹ اکدم سے سر پر پہاڑ

لگی فکر اور رنج کے دل پہ تیر
ہوئے تینون بیکس یہہ غم کے اسیر

گئے جیل خانہ کو آخر کلام
کیا چند دن اوسجگہہ پر قیام

بفضل خدا پہر یہہ نکلی سبیل
عدالت سشن مین ہوئی جو اپیل

ضمانت پہ اول ہوئے سب رہا
ہوا شامل حال فضل خدا

جو تھے عارضے یہہ رہائی تمام　　ہوئے اس سبب سے نہ کچھہ شادکام

اب اسمجا یہہ زیادہ پس وپیش ہے　　بڑا مصر کہ سخت درپیش ہے

جو چھوٹا بڑا یان لو چھوٹا رہا　　اگر یان سے چھوٹا تو چھوٹا رہا

ہوئی فکر اک اور بھی قسم کی　　تردد مین تھی جان بھی اور جسم بھی

علی بخش تھا جو کہ کانسٹیبل　　زیادہ ہوا سب سے آزردہ دل

مگر خاص مرشد کا تھا وہ مرید　　یکایک ہوا اوسکا طالع سعید

وہ ہی شخص اجہل نہایت فضول　　گیا ایسی حالت مین مرشد کو بھول

نتیجہ اوسے آخرش یہہ ملا　　کئی دن رہا قید مین مبتلا

عنایت کا اسکو بھی سمجھو سبب　　رہا بر ضمانت ہوئے سب کے سب

علی بخش کو ایک دن با مداد　　ہوئی آنکر اپنے مرشد کی یاد

ہوا شل صرصر کے پھر وہ روان　　وہ ڈیوڑھی پہ مرشد کے آیا دوان

جو تھا منفعل اپنے دلمین کمال　　قدم پر گرا اور کہا سارا حال

یہہ پھر عرض کی اب کرم کیجئے　　بہت جلد میرے خبر لیجئے

بس اب میرے سوا سنبھالو مجھے　　مین ہون ڈوبتا اب نکالو مجھے

ہے دونون جہانمین سہارا تیرا　　تمہارے سوا کون ہے اب میرا

کہا آپنے ہوکے خندان وشاد　　مگر غم خدا کو تو کر اپنے یاد

مصیبت ہے جو تجہپہ آکر پڑی　　وہ سب میٹ دیگا یہہ غم کی گھڑی

ادہر تو ہوے اوسکی حق مین دعا
اودہر وہ سشن کی کچہری گیا

نہ عرصہ تک ہوا تہا دعا کا گذر
اجابت ہوئی حق سے وان پیشتر

کہ صاحب سشن نے بلا رو برو
وہین دیکہکر مثل سب مو بمو

پسند آئی ان سب کی جو سادگی
وہین قید سے دی پہر آزادگی

بہت انکو پہونچا تہا رنج و الم
چہٹے سب کے سب آخرش یک قلم

وہ سب انسپکٹر و یعقوب علی
او سید رہائی انہین بہی ملی

جو تہی یہ علی بخش کے دوستدار
طفیل اوسکے یہہ بہی ہوے رستگار

گئے سپرنٹنڈنٹ کی پاس جب
ہوے رحم دل پہر وہ صاحب اب

بدستور پہر سب یہہ نے قیل و قال
ہوے اپنے اپنے جگہہ پہ بحال

ذکر کرامت حضور بابت حالات شخص نجومی پنڈت و لالہ چہنولال ساکن اگرہ

ذرا بجہپہ ہون ساقیا باہو بار
کرون تجہیا سپنے تئین مین نثار

یہ عاجز لکہے تیری کیا خوبیان
کہ ہے گنگ اپنی سراسر زبان

تہ دل سے اب دوستان کان دہر
کرامت سنین اور اک خوب تر

ہے اک شخص اس شہر مین چہنولال
اونہین کے زبانی سنیا ہے یہ حال

سے ہے مرشد سے میرے اونہین اعتقاد
مجہے اس سبب او نکا ہے اعتماد

پدر اونکے مشہور ہین دیی داس مکان اونکا ہے کولوالی کے پاس
سوا اسکے دو ن اور بہی اک پتا پولس کے ہین دفتر مین اونکے چچا
جتاتا ہون اسجا پہ مین اونکا نام کہین ہر نرا ین ہین اونکو تمام
وہ انسپکٹر ہین صاحب وقار پولس کے خزانہ کے تحویل دار
کسی پہ پہنچتی ہے جب کچہہ جفا تو مسلوک ہوتے ہین یہہ باوفا
عنایت جو اونکی فروان ہے بڑا مجہہ پہ اک اونکا احسان ہے
بہتیجے جو ہین اونکے وہ چہنولال سو وہ مبتلا ئے مرض تہے کمال
مرض سے نہایت وہ ہوکر اوداس گئے ایک دن ایک پنڈت کے پاس
ہوئے جاکے اسبات کے خواستگار ذرا کہول لو اپنی پوتہی کو یار
کہ ہین کب تلک مجہہ پہ یہہ سخت دن بتا اونگلیون پہ ذرا اپنے گن
یہہ سنکر گئے پنڈت نے اورکر حساب دیا اونکو تقویم سے یہہ جواب
ہوئے عمر کے دن تمہارے تمام نہ تم جہونٹ جانو یہہ میرا کلام
ہے کُل پانچ چہہ دن کی اور زندگی خدا کی کرو جاکے اب بندگی
ہوئے سنکے دلگیر یہہ چہنولال کہا میرے مرشد سے پہر اکے حال
یہ سنکر وہین آپنے ایک سات کہی مسکرا کر کے اون سے یہہ بات
کہ پنڈت ہین بہولے ہوے سر بسر تمہاری نہین ہے یہہ اونکی خبر
کرو کچہہ نہ تم دلمین اپنے حذر وہ پنڈت ہی کر جاینگے خود سفر

ہوئے سنکے یہ بات وہ بے خطر — گئے اسمین پہر پانچ چہہ دن گذر

سنی پہر گئی یہ خبر ایکدم — کہ پنڈت گئے سوئے ملک عدم

یہ تہی با اثر وہ زبان حضور — کہا جس طرح سے ہوا وہ ظہور

دعا اونکی کیا تہی وہ تہی مثل تیر — کلام اونکا پتہر کی تہی اک لکیر

یہانتک تو قرب خدا تہا حصول — کہا جو انہون نے ہوا سب قبول

ذکر کرامت حضور بابت کرون چشم والبعد انتقال بوقت گریہ وزاری حکیم سید مبارک علی صاحب

نہ پوچھو اسمین شان ہے سبحے ساقیا — سمجہتا ہون مرشد کو زندہ سدا

کرون اس سوا اور کوئی نہ کام — سمجہتا رہون اونکو دلمین مدام

تہی جس روز مرشد نے پائی وفات — اوسی دن کے لکہتا ہون یہ خاص بات

وہ سید حکیم مبارک علی — ہوئی سنکے اونکو بہت بیکلی

دُر غم کی لڑیان پروتے ہوئے — گئے نعش کے پاس روتے ہوئے

قدم پہلے آنکہو لینے اپنے لگا — ازآن بعد پہر موتہہ سے چادر اوٹہا

نظارہ کیا مصحف رخ کا جب — ہوئے شان وحدت نمودار سب

لگے رونے پہر دیکہکر زار زار — ہوا سارا رومال تر ایک بار

ہوئی جبکہ رقت اونہونکو دوچند — تو مرشد نے پہر کہولدین چشم بند

نظر انکی جانب کی باچشم یاس — نہ بولے مگر کر نظر بیعت کا پاس

وہین شدا آنکھون کو بہر کر لیا
یہہ اک اور صدمہ یہ صدمہ دیا

یہی بس ہے احوال ہین انکے اب
کہ ہے لائیموٹون انکا لقب

ہوئی لیو انان جو قیامت بپا
لکھون اب مین اوسوقت کا حال کیا

میسر دلمین سب اشتیاق ان
کرون حال اوسوقت کا جو بیان

یہی اب ہے بہتر کہ خاموش ہون
بس اب صبر کا سنگ دل پر دہرون

کرامات جتنی ہین اسمین لکہین
یہہ سب اپنے آنکھونکی دیکھی ہوئین

بہت کچھہ کرامات گو اور تہین
مگر مختصر مینے تحریر کین

بیان در حالات واقعہ جانکاہ وسانحہ قیامت خیز بابت انتقال جناب حکیم سکندر علیصاحب صاحبزادہ خورد جناب مرشدی ومولائی مرحوم مغفور قدس سرہ

مین ہون ساقیا اب بہت غمزدہ
ہوا میکدہ مجہکو ماتم کدہ

بڑا یہہ غضب ہو گیا ناگہان
سکندر علی نے بہی چہوڑا جہان

ہوا آج اونکا بہی ان سے سفر
قیامت نمایان ہے بار دگر

نہ جان اپنی باقی رہے جان مین
یہہ آئی صدا جس گہڑی کان مین

نہ پہونچی تہی یہہ نظم تا اختتام
ابہی مثنوی تہی میری ناتمام

قضائے الٰہی سے مجبور ہو
سکندر علی کے لکہا حال کو

ہوا آپکا جسطرح انتقال
شرح یہان سے مین لکہتا ہون حال

یہہ سید سکندر علی نامور
جو مرشد کے چہوٹی تہی لخت جگر

مین یون لکھہ چکا پیشتر اونکا حال
کہ حکمت یہہ کرتے تہے فرخندہ فال

پہونچتے تہے اکثر مریض انکے پاس
کسیکے نہ کرتے تہے خاطر اداس

مریضونکی یانتک تہے تیماردار
پہونچتے تہے گہر اونکے خود بار بار

حسد بغض و کینہ سے شفاف تہے
غرض مثل آئینہ دل صاف تہے

کسیکی نہ رنج اوربرائی سے کام
رکہا کام گر تو بہلائی سے کام

تہی فرمائی مرشد نے جسدن قضا
اوسی دن سے تہا اونکو صدمہ بڑا

نہ اوسدن سے دیکہا اونہین شادکام
کہ رہتے تہے مغموم و محزون مدام

یہانتک کیا رنج و غم نے اثر
ہوا اندر اندر ہی ٹکڑے جگر

ہوا ابتدا مین مرض جو خناق
تو طاقت ہوئی یک قلم اونکی طاق

مہینہ مین شوال کے آن کر
ہوا روز آدینہ جب جلوہ گر

تہی پچیس ۲۵ تاریخ شوال کی
کہ اوس روز تغئیر تہی حال کی

اوٹہا یک بیک سخت سینہ مین درد
ہوا رنگ روئے مبارک کا زرد

مگر آفرین مرحبا واہ واہ
لبون تک نہ سینہ سے آتی تہی آہ

جو آیا بہی تو لب پہ نام خدا
دم واپسین تک یہی حال تہا

جو سید مبارک علی ہین حکیم
ہوا رنج و غم سے دل اونکا دونیم

معالج ہوئے وہ ہر اک طور سے
ہو نسخہ دیا وہ بڑے غور سے

جہانتک تہا امکان دوا اونکو دی
مجرب وہ نسخہ تہی اور کارگر
ہوئی جبکہ ناچار ترکے قصد
مگر ابتدا غالتو صحت ہوئی
دوشنبہ تلک روز آدینہ سے
دوشنبہ کو ساقط ہوئی صبح نبض
بہت سخت تہا چونکہ دل کو ملال
ہزار و صد و سیزدہ سال بود
روان شد بسوی جنان جان پاک
زعمر گرامی کنی گر شمار
نہ تہا آپکا ایسا کچہہ سن وسال
ابہی غم غلط ہونے پایا نہ تہا +
عزیزون کی حالت کا کیا ہو بیان
کسیکا نہین موت مین اختیار
وصیت علی اونکے فرزند کی
کیا جسکا جاتا نہین کچہہ بیان ؛
مگر شاہ قدرت علی ولی

دوا سے ہوئی اور حالت ردی
قضا نے نہ ہونے دیا کچہہ اثر
سر روی کے کہولدی جلد فصد
ازآن بعد پہر وہ ہی حالت ہوئی
جو تہا درد کچہہ تہی نہ تخفیف اوسے
ہوئی دسنبن بحران کی روح قبض
کیا جلد مرشد سے جا کر وصال
کہ در بست و ہشت مہ عید روز
نہان گشت خورشید در زیر خاک
ہمین چہل و پنج است یا چہل و چار
بہت جلد یان سے کیا انتقال
فلک نے یہہ اک اور صدمہ دیا
فلک تک گیا اونکا آہ و فغان
ہے آخر یہی سب کا انجام کار
نہایت ہوئی غم سے حالت ردی
ہوا اونکو تاریک سارا جہان
مکان پر نہ موجود تہے گہر سے

بتاؤں مین اب وہ گئے تھے کہان — سے ہے راجہ بہدا ور کا جو لوگنوان

سخاوت علے بھی یہان سے تھے نہین — سے تھے ہمراہ قدرت علی کے وہین

وہ شیر علی شاہ کے نور عین — کہ اولاد ہے پہلے اور پھر حسین

طبابت مین اونکو یہہ حاصل کمال — نہین شہر مین کوئی اونکی مثال

سو یہہ بھی گئے تھے وہین لوگنوان — کہ راجہ کے لڑکے کو چیچک تھی وان

مرض چونکہ تھا یہہ زبس لا علاج — کیا تو بھی بہید دن لیّا اوسکی علاج

سواونکی دواؤنکا مطلق اثر — ہوا اوس مرض پر نہ کچھ کارگر

اس اثنا مین جب پہونچے یہہ ناسور — مرض کو جو دیکھا لو تھا پر خطر

نہایت تھی لڑکے کی حالت تباہ — وہ چیچک جو تھی پڑ گئی تھی سیاہ

دیا پاس خاطر سے نسخہ وہین — خدا جانے وہ بھی پیا یا نہین

غرض روز یکشنبہ وہ مہ لقا — بحکم الٰہی قضا کر گیا

ازآن بعد پھر اوسکی ار تھی بنا — کنارہ چمن کے دیا لا ابتلا

پڑا اوسکے مرنیکا کہرام سخت — کہ آہ اوٹھہ گیا مالک تاج و تخت

وہان تھا جو لڑکے کے مرنیکا سوگ — ابھی تک نہ واپس ہوئے تھے یہ لوگ

سکندر علی کی ... کا تار — جو بھیجا اول بعد اضطرار

بروز دوشنبہ کو جب کی قضا — تو پھر دوسرا تار بھیجا گیا

خلیفہ و دیم او سخاوت علے — خبر تار کی اونکو اول ملے

جب آئے تھے واپس عالی وقار — ملا ریلوے اسٹیشن پر وہ تار

جو پڑھوایا اوسکو تو نکلی یہ بات — کہ پائی سکندر علی نے وفات

ہوا چونکہ پڑھ سننے سے رنج دلی — روانہ کیا سوئے قدرت علی

ہوئے ریل مین دونو صاحب سوار — چلے جانب آگرہ دل فگار

ادہر دن سا بجے سے وہ دن تا بہ شام — غم و رنج ماتم مین گذرا تمام

عزیزان و خویشان تھے زار و نزار — اور ان صاحبون کا بھی تھا انتظار

کیا انتظار اونکا تا وقت شام — نہ پہونچے یہ جب دونون عالی مقام

تو ناچار ہو غسل میت کو دے — جنازہ کو لے سوئے مدفن چلے

خدا ہے میرے اس سخن کا گواہ — ہوئی دوستون کی یہ حالت تباہ

کہ جتنے تھے موجود پیر و جوان — وہ سب تھے نعش کے ساتھ زاری کنان

مصنف بھی زاری کنان ساتھ تھا — گریبان تھا اور میرا ہاتھ تھا

جہان مرشد پاک کا ہے مزار — دیا جا کے اوسجا جنازہ اوتار

اوسی وقت پہونچے بصد رنج و غم — سخاوت علی اور خلیفہ ندیم

مگر شاہ قدرت علی اوس گھڑی — پہونچنے نہ پائے بناچارگی

بہر حال انہین سب نے باصد نیاز — جنازہ کی ملکر ادا کی نماز

جنازہ کو مرقد مین جسدم رکھا — تو ظاہر ہوئی واں یہ شان خدا

کہ روشن تھا اوسدم جبین سے وہ نور — کہ تھا رحمت حق کا گویا ظہور

شنیدہ نہیں بلکہ ہے چشم دید
سوئے کعبۂ خلد تھا وہ روئے سعید

بہر کیف حضار نے دل حزین
چھپایا وہ خورشید زیر زمین

دوشنبہ تھی اور رات کے نو بجے
کہ تجہیز تکفین سے فارغ ہوئے

بیان حالات سیوم جناب حکیم سید سکندر علی صاحب مرحوم مغفور

کہاں ہے تو اے ساقیٔ خوش کلام
کہ ہوتے ہے یہ مثنوی اب تمام

میں خود جا کے ہر اک کو دوں یہ خبر
کہ پھولوں میں شامل ہوں گا آن کر

شنبہ کو بگڑی بندھائیں تمام
وصیت علی تا ہوں قایم بمقام

سناتا ہوں اب کچھ سوئم کا بھی حال
جو گذرا تھا اوس روز رنج و ملال

شنبہ کے دن ڈال منہ پر نقاب
اوٹھا جبکہ روتا ہوا آفتاب

عزیزوں نے سامان سوئم کیا
وہ دیوان خانہ بنا غم کدا

نخستین خلیفہ اگرچہ نہ تھے
سوئم میں مگر آ کے شامل ہوئے

برادر کے غم سے جو تھے سوگوار
ہوئے آن کر پھر بہت اشکبار

ازاں بعد خویش و برادر تمام
سوا انکی ہو محبت جمع خاص و عام

جو دیوان خانہ کا ہے وہ مکان
ہوئے جمع اوس جا پہ پیر و جوان

پڑھا پہلے قرآن اور پھر چنے
کہ سیپیہ کے گلشن سی تھی وہ بنے

جہاں تک تھے موجود ان جزو کل
پڑھی آخری فاتحہ اور قل

جو سید وصیت علی خوش سیر
سکندر علی کے ہیں لخت جگر

اب اسجا پہ تھوڑا لکھون اونکا حال — یہہ صاحب نہایت ہین فرخ خصال
نہایت ہین خوش خلق شیرین کلام — بھری اونمین ہے آدمیت تمام
مثال سکندر علی یہہ عزیز — اوسی طرح رکھتے ہین علم و تمیز
بہت ہی عبادت ریاضت کا شوق — کمالات مین انتہا کا ہے فوق
وہ ہین سالک مسلک معرفت — کرون کس زبان سے مین اونکی صفت
ہوئے جمع جب خویش اور اقربا — تو کی رسم دستار بندی ادا
ہوا رنج اوسدم بہت آپ کو — تو رونے لگے یاد کر باپ کو
بجا ہے نہ کیون رنج ہو اسقدر — جب اوٹھ جائے دنیا سے ایسا پدر
کیا صبر آخر کو انجام کار — کہ چارہ نہ تھا اس سوا زینہار

ذکر کرامت جناب حکیم سید سکندر علی صاحب مرحوم مغفور

بس اب ساقیا آخری ہے سلام — ہوئی مثنوی فضل حق سے تمام
مگر باقی اک اور ہی بات ہے — سکندر علی کی کرامات ہے
یہہ پوشیدہ درویش تھے باکمال — کہ اسکا تھا ظاہر کسی پر نہ حال
سوا اسکے یہہ صاحب پاکدین — کبھی عمر بھر جھوٹھ بولے نہین
تھی معلوم انکو لو اپنی قضا — کرون ہون مین اب عرض یہہ ماجرا
وکیل سشن ہین جو نواب علی — بہت اونسے تھا اک خلوص دلی
یہانتک تو تھی دوستی جانبین — نہ آتا تھا دونون کو بے ملے دیکھے چین

مرض سے کئی روز پہلے اوداس
گئے اتفاقاً یہہ اوس دوست پاس

تھے تیار جانے کو وہ ہائی کورٹ
کہ تھی اوس عدالت مین کرنی رپورٹ

کہا آپنے اون سے اے مہربان
بہت جا کے دن تم لگانا نہ وان

مین جانے سے مانع نہین ہون ذرا
مگر دیر کرنا نہ بہر خدا

سنا آپنے اسطرح جب بیان
ہوا اونکو سنکر غم بیکران

کہا آپنے کیا یہہ فرمائی بات
کہ صدمہ ہوا دل کو اے نیکذات

نہ جاؤنگا جب تک کہوگے نہ حال
ہوا ہے مجھے سخت سنکر ملال

کہا دل ہے دیتا کچھہ ایسی خبر
ہوا چاہتا ہے ہمارا سفر

ہے سامان اس قسم کا اسگھڑی
کہ گویا ہے در پر سواری کھڑی

کہا جانتے ہو مرا قاعدہ
نہ جاؤنگا اب لاکھہ ہو فائدہ

کہا آپنے سنکے پھر یہہ وہین
کہ یہہ بات ہرگز مناسب نہین

چلے جاؤ اب جلد تم شادشاد
خدا جلد لاوے تمہین بامراد

ہوا لاچار و مجبور نواب علے
گئے تو ولے دل کو تھی بیکلی

کئی دن وہان اونکو عرصہ لگا
دوشنبہ کو یان آپنے کی قضا

قسم کہا کے کہتے تھے وہ مجھسے حال
کہ جس دن ہوا آپکا انتقال

مین موجود اوسدن عدالت مین تہا
پہر پہر دن اوسوقت ہوگا چڑھا

مین کہا کر کے چکر گرا مونہہ کے بل
اور آنکھون سے اشک آئے میرے نکل

ہوا خود بخود دل کو اک اضطراب / رہی پھر نہ دم بھر ٹھہرنیکی تاب

سوار اپنی گاڑی مین ہوکر وہان / چلا آیا ٹھہرا ہوا تھا جہان

کچھ ایسا ہوا سر مین اوسوقت درد / نکلتی تھی بیساختہ آہ سرد

سحر تار آیا یہہ تھا اوسمین حال / سکندر علی کر گئے انتقال

رہی مجھمین باقی نہ تاب و توان / تڑپتا رہا شام تک نیم جان

ملا تہا مجھے دوسرے روز تار / تو شامل نہ مین ہوسکا زینہار

دل و جان ہے اس غم سے زیر اک باب / مری زندگی کر گئے وہ خراب

اسی ذکر پر ختم ہے مثنوی / خدا دے مجھے دولت معنوی

الٰہی بحق رسول کریم / تو رکھ اس گھرانے پہ رحمت عظیم

کسیکو نہ اب رنج پہونچے کبھی / ہمیشہ رہے سبکا دل با خوشی

نہ ہو اب کسی طرح کا کوئی غم / رہے دور خاطر سے رنج و الم

ہمیشہ رہے اونکی اولاد شاد / رکھے اونکو خالق سدا بامراد

تصدق سے اولاد و امجاد کے / مصنف کی اولاد بھی خوش رہے

نہ مجھکو کبھی ہو غم روزگار / رہے میری اولاد بھی برقرار

ہے امید مرشد سے اب یہہ مری / کہ مقبول فرمائین یہہ مثنوی

اب اس مثنوی کا کرون خاتمہ / طفیل نبی و بنی فاطمہ

من عبد اللہ امام کمترین غلام / بدل دارد این آرزوئے تمام

بدنیا بمانیم با آب وتاب | نگردیم در آخرت روباب
من از سختی نزع یابم امان | نه شیطان حاوی شود آن زمان
چو آیند در قبر منکر نکیر | در آن وقت مرشد شود دستگیر
مرا سهل گردد سوال وجواب | نه در قبر یکشب ببینم عذاب
بروز جزا آن خدائے رحیم | مرا نیز بخشد بفضل عمیم
خطاہائے ازما کند درگذر | نه دارد به عصیان برمن نظر
شود سهل آن راه پل پرخطر | کنم مثل برق درخشان گذر
بالطاف پیر ذوی الاحترام | کنم جنت العالیه را مقام
من این مثنوی را کنم اختتام | بحق محمد علیه السلام

فقط

تقریظ تاریخ تصنیف کتاب ہذا جناب حافظ مولوی حکیم اللہ صاحب مبارکن گرہ

تِلْكَ مِنْ اَبْیَاتِ نَظْمِ سَبِیْلِ اللّٰهِ | مُمْتَنِعٌ سَبْلُهَا وَهَا دَقَّتْ
یہ اشعار نتیجہ عبداللہ ہین | اگرچہ دقیق نہین مگر سہل ممتنع ہین
مَا نَارَضَتْهَا یَرَاعَتُہٗ اِلَّا | وَسَمَاءُ لِسَانِهَا انْشَقَّتْ
کس قلم نے اسکا مقابلہ کیا | اوس قلم کا سینہ شق ہوگیا
فَقُلْتُ فِیْ اَیِّ عَامِ هِجْرَتِنَا | رَاقَتْ اَشْعَارُہُ الَّتِیْ رَقَّتْ
مین نے کہا کہ ہمارے کونسے ہجری سال ہین | اس مثنوی کے اشعار لطیف خوشنما ہوگئے

فقال لی قائل و قل و دلی	کرامات الاولیاء قد حقت
تو مجھ سے ایک کہنے والے نے بطریق قائل و دل کے کہا	کرامات اولیا کی بیشک سچ ہے
	۱۳۵۳ ۴۰ ۱۳۱۳

قطعۂ تاریخ وفات حضور من تصنیف سید کریم الزمان صاحب

سید مہر علی والا حسب عالی نساب	حامئے دین محمد سالک راہ خدا
بود ذات پاک حضرت بالیقین اندر جہان	چون مسیح روح پرور خضر آسا رہنما
بست دوم از ماہ صوم بعد عصر از جہان	شد بہ گلزار ارم آن سرو باغ مصطفےٰ
این کرامت بین کہ بعد از مرگ تا دیر لب	ماند در جنبش بذکر لاالہ بر ملا
مصرع تاریخ رخصت فرخ شاد گفت	آفتاب اہل ایقان ماہتاب اصفیا

قطعہ تاریخ دیگر تصنیف سید کریم الزمان صاحب

شاہ مہر علی کہ بود یکے	عارف ذات و سید ذیجاہ
حیف باشد کہ آن مسیح زمن	خیمہ بربست و زین جہان خرگاہ
بہر سال وصال چون کردم	داد آواز ملہم ناگاہ
سلی سر اشتباہ گو فرخ	شد بخلد برین ولی اللہ

قطعہ تاریخ وفات بقاعدہ زبر بینات من تصنیف غلام سرور صاحب وکیل نقشبندی ابوالعلائی اکبری

گوہر سلک احمد و کرار — آہ مہر علی سالک راہ
رہبر و راہ داور داد ار — اہل دل اہل حال اہل الہ
کرد درد وداع عالم درد — داد ما وا اورا ارحم الہ
کرد در مہر دو طور کاک کلام — اعملو سال کو مکرم آہ
از سر حال کرد بے سرور — مسلک لا الہ الا اللہ

قطعہ تاریخ وفات حضرت بریں تصنیف حکیم سید محمود علی صاحب

ولے حسرت کہ مہر شد کامل — شد ز دنیا بسوئے دار البقا
بہر تاریخ گفت ہاتف غیب — شہ اقطاب و مہر ثاقب یا

قطعہ تاریخ تصنیف ایضاً

وائے حسرت کہ از جہان فانی — ہادئے ما برفت سوئے جنان
بہر تاریخ از سر الہام — ہاتفم گفت قطب فیض رسان

قطعہ تاریخ ایضاً

تھے مہر علی تو نور یزدان — ہو وصف کسی سے آپکا کیا
تاریک جہان ہے کیون نظر مین — گل ہو گئی شمع اصفیا کیا
دنیا سے اوٹھا وہ نور معنی — اندھیر ہوا یہہ کبریا کیا
عجلت ہوئی کوچ مین یہہ کیسی — تھا منتظر آپکا خدا کیا
تاریخ وصال کہہ یہہ محمود — خورشید جہان نہا ہوا کیا

قطعہ تاریخ وفات حضور میں تصنیف مرزا خادم حسین صاحب تپش آگرہ

سید پاک و حلیمے ذی کمال — اہل جاہ و ہم شریف و ہم وضیع

عارف کامل طریقت را دلیل — در شریعت محکم و حصن منیع

حب حیدر داشت چون مہر علی — پایہ اش در اہل عالم شد رفیع

از ادب بوسید چون دستش قضا — داد جان در ذکر خلاق سمیع

گفت ہاتف سال فوتش اے رئیس — الذی جاء الی اللہ شفیع

قطعہ تاریخ من تصنیف منشی امیر احمد صاحب

حکیم مہر علی شاہ سید سندی — سدھارے عالم فانی سے سوئے جنت آج

نماز پڑھ کے جو مغرب کی محو ذکر ہوئے — تو آئی کانوں میں آواز کوس رحلت آج

لگائی شوق میں آکر یہ ضرب الا اللہ — کہ ہونٹھ چومنے روح آئی پالکت آج

بدن تمام تو بیجان تھا ہونٹھ ہلتے تھے — ہوا کے ذکر نے کیا ختم کی رفاقت آج

کہی امیر نے تاریخ سن کے حال وفات — چھپا ہے ابر میں مہر سپہر حکمت آج

قطعہ تاریخ وفات حضور میں تصنیف شاہ محمد اکبر صاحب ابوالعلائی

مرشد خلق خاکسار مزاج — شاہ ملک سخا و بحر کرم

ہمچو ابر کرم کرم گستر — ظل حق چون رسول پاک شیم

نام پاکش بود مہر علی — بعشق علیش مستحکم

شمع بزم جناب نور الدین — بود روشن ازو درین عالم

گشت تیره ز رفتنش ہستی ۔۔۔ ہست در اگرہ بپا ماتم
اندرین عہد قطب اگرہ بود ۔۔۔ ہر یکے زین ترانہ شد ہمدم
گشت مسند نشین او بہ جہان ۔۔۔ خلف اکبرش بجاہ و حشم
خلف اوسطش بجذبت غلق ۔۔۔ ہست ہمچون مسیح عیسیٰ دم
خلف اصغرش کہ اہل دل ست ۔۔۔ ہست خلوت پسند چون اب و عم
عم من بود آن ولے خدا ۔۔۔ باد روحش ز دید حق خو نرم
سنے لے سر اشتباہ اکبر سال ۔۔۔ ہائے سرتاج غلہ گشت رقم

قطعہ تاریخ ایضا

شہ پاک دین شاہ مہر علی ۔۔۔ فرشتہ جمال و فلک بارگاہ
چو او قادری بود با غوث داشت ۔۔۔ دلاسے اتم است خالق گواہ
طبیب و حکیم و مریضان دین ۔۔۔ ہر او ہر نفس محو ذکر اللہ
بماہ مبارک کہ بست و دو بود ۔۔۔ بجنت مرتب شدش خوابگاہ
بہ بست و سویم رفت او در لحد ۔۔۔ شدآن کوشک از نور او چرخ ماہ
ازین حادثہ گشت ماتم بپا ۔۔۔ بہر کوچہ و خانہ و شاہ راہ
بگفتند ابدال اکبر سنش ۔۔۔ وسلئے خدا شد بفردوس آہ

قطعہ تاریخ تصنیف مرزا خادم حسین صاحب

دلم درد دارد کہ مہر علی ۔۔۔ وداع ہمہ کرد و ما سوگوار

رئیس آمده مصرع سال مرگ	درآورد در جسم ره کردگار

قطعهٔ تاریخ تصنیف فقیر محمد خان صاحب

جناب مهر علی شمس آسمان هدیٰ	حکیم حاذق و کامل طبیب عیسیٰ دم
معالج مرض قلب عاصیان جهان	مسکن دل هر مضطرب به لطف اتم
سعید روز ازل سید ستوده صفات	فرشته سیرت و پاکیزه صورت آدم
مقدس و متبرک مهذب و مقبول	مقرب و متوکل مخیر و اکرم
ولی و هادی و اهل کمال صاحب کشف	عزیز اهل جهان برگزیدهٔ عالم
امین سر حقیقت معین دین متین	مکین کاخ طریقت مقیم قصر ارم
هزار حیف که این مهر در چه پنهان شد	عیان شده بدل ماه داغ حسرت و غم
خجسته مهر سپهر ولایت عرفان	که بود جلوه فیضش ز هند تا به عجم
زمین زیر لو لطفش عجب منور بود	ازین سبب جهان نام اوست مهر علم
کدام دل که نشد از برای او محزون	کدام دیده که زین غم ندید صورت نم
وداع در رمضان شریف شد صد حیف	بروز بیست و دویم زین سرای ناخرم
برای سال وفاتش که سخت حادثه است	چو بی جیب تفکر دمی فرو بردم
ز مشرق دل انور بر آمد این مصرع	سحاب رحمت ایزد محیط ابر کرم

قطعهٔ تاریخ ایضاً

انور حکیم مهر علی ماه دل فروز	الحق بُدی بادشاه سریر سپهر کشف

بائیسوین مہ رمضان کو بوقت شب — برج قضا مین آیا دبیر سپہر کشف

منہہ دیکھہ لیا النقاب اجل سر آوغل مچا — گہنایا اب وہ مہر منیر سپہر کشف

قطعہ تاریخ سید قطب الدین صاحب

بگذشت ز دہر مہ عرفان — آگاہ حقایق شریعت

ہمراہ براہ ہدایت آورد — آن ہادی منزل طریقت

فی الواقع قطب اکبر آباد — یابندہ بمعرفت حقیقت

از کشف قدوم طالبان را — ظاہر شدہ رنگ رمز وحدت

مخمور بشوق غوث اعظم — بیہوش بعشق پاک حضرت

آن شاغل ذکر پاس انفاس — غرق از دل و جان برنگ وحدت

در بیست و سویم مہ صیامی — در شب ز جہان بکرد رحلت

تاریک شدہ جہان فانی — از رنج و الم بچشم خلقت

تاریخ وفات حبست اشکی — از بندۂ فیض وقت فرصت

[illegible]

قطعہ تاریخ قاضی مفتی احمد صاحب

غم جانکاہ در عالم بپا شد خلق گریان است — دریغا زین جہان مہر علی اولاد حیدر شد

پس از مغرب نماز و در وظائف بجا بحق داد — چو بوی گل روان از تن سوی الله اکبر شد

لحضرت پر پسند تن نازک تمامی شب — قمر با فوج انجم پاسبان جسم اطہر شد

زمین بر جا و شہ در جنبش آمد الامان گفتہ — کہ فریاد عزیزان و مریدان بیشتر شد

شمیم مشک عنبر بود پیدا از تن اطہر | کفن از وصل جسم پاک مثل گل معطر شد
بطرز غم رقم شد سال رحلت عارف کامل | ریاضت بس عجب با زبیدل فقیر شد

قطعہ تاریخ ایضاً

سید پاک وارث لولاک | گلبن بوستان مرتضوی
بعد مغرب دو شنبہ کی شب کو | ماہ رمضان کی بست و سوئم تھی
مثل خورشید کے غروب ہوئے | مطلع نور دین مصطفوی
بولا ہاتف جہان ہوا تاریک | آفتاب جہان تھے مہر علی

قطعہ تاریخ مولوی ضامن علی صاحب

سید ما شد بہشت از قضا | ہمچو بوئے گل کہ بد دوش صبا
از رمضان در شب بست و سوئم | رفت بفردوس برین زین سرا
واصل حق محو رضائے اللہ | شد ز جہان راہ طریقت نما
صوفی صافی و طبیب قلوب | بود ہمہ عمر ولی با وفا
از سر افسوس بتاریخ شد | مہر علی شاہ ولی خدا

قطعہ تاریخ وفات جناب حکیم سکندر علی صاحب تصنیف مولوی حافظ رحیم اللہ صاحب

شد چو از دنیا حکیم اسکندر علی | الکریم ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم
کشف شد بہر دل صبہا از جو یاس فتن | ھٰذا فرحٌ وریحانٌ وجنّاتُ النعیم

اشعار من تصنیف حافظ تاج محمد نقشبندی مجددی و ساکن پیارہ عالمگنج

عاشق جناب سید ابرار اوٹھ گئے — دیدار حق کے خاص طلبگار اوٹھ گئے

بازار حسن دین کے خریدار اوٹھ گئے — زاہد فقیر عابد بیمار اوٹھ گئے

مہر علی غروب جب ظاہر یہان ہوا — اندھیرے سے تاریک جو سارا جہان ہوا

غزل در وصف حضور مین تصنیف سید کریم الزمان صاحب تخلص فرخ

جسنے دیکھا ایک جلوہ آپ کا — ہو گیا دل سے وہ شیدا آپ کا

روح نکلی تن سے نام حق کیساتھ — چوٹ ڈنکی کی ہے ڈنکا آپ کا

گر ملائین مہر سے لفظ علی — نام نامی ہو ہویدا آپ کا

حورین غش کہا کر ارم مین گر پڑین — اک نظر جلوہ جو دیکھا آپ کا

کیون نہ ہو دنیا اسیر دام عشق — لطف ایسا خلق ایسا آپ کا

برق خرمن ہے دل شوریدہ کو — مسکرا کر بات کرنا آپ کا

خلد سے مطلب نہ رضوان سی غرض — ہم ہون اور ہو ہمکو تنہا آپ کا

داغ حسرت دلمین لیکر جاونگا — آخری جلوہ نہ دیکھا آپ کا

غیرت خورشید و رشک سحر ہے — ذرہ ذرہ قطرہ قطرہ آپ کا

اے چراغ نور دین مہر علی — دو جہان مین ہے اوجالا آپ کا

ایک صورت خواب بیداری کی تہی — حال یہ پایا تو پایا آپ کا

۲۲ بہنڈ مین بیٹھے ہو کیا فرخ چلو — عرس دیکھو پاس آیا آپ کا

۲۲ واہ کیا دم تہا کہ دم بہرتے رہے مومن و ہندو نصارا آپ کا +

۱ ۹ ۲

اشتہار

ہر خاص و عام کو واضح ہو کہ کتاب مثنوی شیرازۂ معرفت کا حق تالیف جناب مخدومی و
مکرمی محمد عبد اللہ صاحب جلیسر نے جناب حکیم سید قدرت علی صاحب و احمد حسین خان
صاحب کو دیدیا بغیر اجازت قصد طبع کا نفرماوین ورنہ بجائے فائدہ کے نقصان نہ
اوٹھاوین

المشتہر

احمد حسین خان مالک مطبع مصطفائی اگرہ محلہ کمبوہ ٹولہ شہر آگرہ